جس صحابی کے زخم پر نبی مختار ﷺ کا لعاب دہن لگا تو اس سے خون جاری نہیں ہوا
اور جس پر لعابِ اقدس نہ لگا اس کی شفا لیٹ اور دور ہو گئی (حضرت صالح شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

لعابِ نبوی ﷺ کی برکات

تالیف
علامہ مفتی محمد اللہ بخش تونسوی قادری
استاذ الحدیث: جامعہ اسلامیہ لاہور

مکتبہ قادریہ ۔ لاہور

وَمَا تَفَلَ الْمُخْتَارُ فِیْ جُرْحِ صَاحِبٍ : فَاَدْمٰی وَاِلَّا اَبْطَأَ الشِّفَاءُ وَاَبْعَدَا

جس صحابی کے زخم پر نبی مختار ﷺ کا لعاب دہن لگا تو اس سے خون جاری نہیں ہوا

اور جس پر لعاب اقدس نہ لگا اس کی شفاء لیٹ اور دور ہو گئی۔ (حضرت صالح شافعی رحمہ اللہ)

لُعابِ نبوی ﷺ کی برکات

تالیف

علامہ مفتی محمد اللہ بخش تونسوی قادری

استاذ الحدیث: جامعہ اسلامیہ لاہور

امام و خطیب جامع مسجد سید الکونین۔ K بلاک جوہر ٹاؤن لاہور

☆ نام کتاب　　لعاب نبوی ﷺ کی برکات

☆ تالیف　　علامہ مفتی محمد اللہ بخش تونسوی قادری

0333-4504953

☆ تصحیح　　حافظ محمد شرافت حسین تونسوی

☆ حروف سازی　　محمد عمران عنصر

☆ زیرِ اہتمام　　پرنسپلز: ریلم ایجوکیشنل سکول سسٹم لاہور

☆ اشاعت　　اگست ۲۰۱۷ء

☆ قیمت:

ملنے کا پتہ

☆ جامعہ اسلامیہ لاہور

☆ جامع مسجد سید الکونین۔ K بلاک جوہر ٹاؤن لاہور

0333-4504953...0340-6939595

☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور

تنبیہ: ہم نے کتاب ہذا کی تصحیح میں حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اس میں کسی قسم کی غلطی کی گنجائش نہ رہے، تاہم غلطی کا امکان پھر بھی موجود ہے، اگر کسی بھائی کو کسی مقام پر کوئی غلطی نظر آئے تو وہ ادارہ ہذا سے رجوع کریں۔ اس پر ادارہ ان کا شکر گزار ہوگا۔

حسن ترتیب

عنوان	صفحہ

الانتساب

میں اپنی اس عظیم کاوش کو

"خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ"

کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ابو احمد محمد اللہ بخش تونسوی قادری

میں اپنی اس عظیم کاوش کو

"باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم"

کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

العبد الضعیف

ابو احمد محمد اللہ بخش تونسوی قادری

تقریظ جمیل:

محقق العصر مترجم تفسیر کبیر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو دو شانیں عطا فرمائی ہیں۔ آپ کو کامل نور اور کامل بشر بنایا ہے چونکہ آپ کی نورانیت پہلے جبکہ آپ کی بشریت بعد میں ہے، اگرچہ یہ دونوں حقیقی ہیں مگر بشریت بعد میں ہونے کی وجہ سے بمنزل وصف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اہل علم و معرفت نے لباس بشریت کے ساتھ بھی تعبیر کیا ہے لیکن یاد رہے کہ آپ کی بشریت، بشریت جبریل کی طرح وہمی نہیں بلکہ حقیقی ہے وجہ واضح ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام کی ولادت ماں باپ کے ہاں نہیں البتہ آپ ﷺ کی ولادت والدین کے ہاں ہے۔ آپ کی یہ بشریت اپنے اندر بشری تمام تقاضوں کو سموئے ہوئے ہے اسی طرح نورانیت بھی آپ کی حقیقت ہے یہی وجہ ہے کہ پورا قرآن مجید حضرت جبریل علیہ السلام نوری حالت میں لے کر نازل ہوئے اور آپ ﷺ بھی حالت نورانیت میں منتقل ہو کر ان سے وحی اخذ کرتے اور اس پر ساری اُمت کا اتفاق ہے اگر آپ ﷺ کے اندر نورانیت موجود نہ ہوتی تو قرآن کا اخذ کرنا آپ کے لئے دشوار ہو جاتا۔ آپ ﷺ کی بشریت اگرچہ تمام بشری تقاضوں کو

اپنے اندر سموئے ہوئے ہے لیکن آپ ﷺ کی بشریت بشری کمزوریوں سے پاک ہے مثلاً انبیاء علیہم السلام کی بشریت صدورِ گناہ سے پاک ہے جسے عصمت انبیاء علیہم السلام کا نام دیا گیا ہے بلکہ اہل علم نے ان تمام چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں تک واضح کر دیا کہ جیسے وصف ناطقیت حاصل ہونے سے انسان دیگر حیوانوں سے مافوق الحیوان، انسان بنتا ہے اسی طرح نبی بھی وصف نبوت حاصل ہونے سے مافوق البشر ہو جاتا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث ''معارج القدس للغزالی'' اور مولانا شبلی نعمانی کی کتاب ''علم الکلام'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بشری کمزوری مثلاً پسینہ کا بدبودار ہونا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے مقدس پسینہ کو خوشبودار بنا دیا۔ اسی طرح جماہی لینا بشری کمزوری ہے۔ نبی اس سے پاک ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے مقدس اجسام کو دوسروں کی ارواح کی مانند بھی قرار دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس سے بڑھ کر کائنات میں کوئی چیز لطیف نہیں ہے بلکہ جس چیز کو بھی آپ ﷺ کے جسم کی صحبت نصیب ہو جاتی وہ نور علی نور ہو جاتا۔ امام شاطبی رحمہ اللہ نے یہی بات یوں بیان کی ہے:

لانه علیه السلام کان نوراً کله فی ظاهره وباطنه	آپ ﷺ کی ذات اقدس اپنے ظاہر و باطن میں سراپا نور تھی۔

آپ ﷺ حلال اور طیب چیزیں تناول فرماتے جو اگرچہ بظاہر خوشبودار نہ ہوتیں لیکن جب وہ آپ ﷺ کے بدن سے صحبت پاتیں اور فضلات شریفہ کی صورت میں خارج ہوتیں تو وہ خوشبودار ہو جاتیں یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بیان

کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جس جگہ رفع حاجت فرماتے وہاں خوشبو کے حلے پھوٹ پڑتے۔ان فضلات کا کمال تھا کہ صحابہ کرام ان کو بطور برکت تناول کرتے اور صحابہ کرام سے یہ چیز تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ آپ ﷺ کے لعاب دہن، وضو کا پانی، ناک شریف کی نخامہ، گلے شریف کا کھنکارا اپنے ہاتھوں پر لیتے اور زمین پر گرنے نہ دیتے۔

حدیبیہ کے موقع پر ایک عظیم خوبصورت منظر امام بخاری رحمہ اللہ کے الفاظ میں ہم سامنے لاتے ہیں: حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

فواللہ ما تنخم رسول اللہ ﷺ نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم یدلك بھا وجھہ وجلدہ واذا امرھم ابتدروا لامرہ واذا توضا ثاروا یقتتلون علی وضوئہ واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ وما یحدون الیہ النظر تعظیماً لہ

خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ جب بھی کھنکھارتے تو نخامہ شریف ان میں سے کسی کے ہاتھ پر گرتی اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے، اور جب آپ ﷺ انہیں کوئی حکم ارشاد فرماتے تو وہ اس حکم کی تعمیل کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کرتے، جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو وہ آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے جھپٹ پڑتے اور جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو وہ آپ ﷺ کے سامنے اپنی آواز پست کر لیتے اور آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کے پیش نظر آپ کی طرف نظر نہ اُٹھاتے۔

جب اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو انہیں بایں الفاظ مخاطب ہو کر فرمایا:

ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک وفدت علی قیصر وکسریٰ والنجاشی واللہ ان رأیت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمد محمداً (صحیح البخاری) (دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ص ۱۰۴۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اے میری قوم! اللہ کی قسم یقیناً میں بڑے بڑے بادشاہوں قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے ساتھیوں اور درباریوں کو بادشاہ کا اتنا ادب واحترام کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا (سیدنا) محمد (ﷺ) کے صحابہ کو (سیدنا) محمد (ﷺ) کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

شیخ محمد رضا مصری نے اس واقعہ کو تسلیم کیا ہے، مگر لکھا:

ولم یعرف من الاحوال التی تبرکوا فیھا بفضل وضوئہ وببصاقہ الا یوم الحدیبیۃ وظھر لہ یومئذ حکمۃ فان مندوب المشرکین فی صلح الحدیبیۃ لما حدثھم بما رای من ذلک ھابوا النبی ﷺ وخافوا قتال المسلمین قصدوا ھذا لھذا (حاشیۃ الاعتصام: ۲۔۱۱۔ طبع دار المعرفۃ)

جس حالت میں صحابہ نے وضو کے پانی اور لعاب دہن سے برکت حاصل کیا یہ حدیبیہ کے دن کے علاوہ معروف نہیں ہے اس دن اس کی حکمت یہ سامنے آتی ہے کہ مشرکین کا سفیر صلح حدیبیہ کے دن جب جا کر بیان کرے گا جو اس نے دیکھا تو ان پر حضور ﷺ کا رعب طاری ہو گا اور وہ مسلمانوں کے ساتھ قتال سے ڈر جائیں گے شاید صحابہ کرام کا اس عمل سے مقصود یہی ہو۔

اس کے رد کے لئے ہم کچھ نہیں کہتے ہم اس گروہ کے ایک عظیم فرد اور محقق شیخ ناصر الدین کے الفاظ نقل کیے دیتے ہیں، جو انہوں نے اس معمول صحابہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھے:

وتردماذ کرہ محمد رشید رضا فی حاشیة کتاب الاعتصام حیث قال ولم یعرف من الاحوال التی تبرکوا فیھا بفضل وضوئہ وبصاقہ الا یوم الحدیبیة وذلك لانھم تبرکوا الصحابة کما تقدم لم یختص بغزوة عرض الادلة ولم یعرف عن احد من الصحابة رضوان الله علیھم انکارھم

یہ بات رشید رضا مصری کی حاشیہ اعتصام میں اس بات کا رد کر رہی ہے کہ جو اس نے کہا کہ حدیبیہ کے علاوہ کسی وقت آپ ﷺ کے وضو کے پانی اور لعاب سے صحابہ کا برکت حاصل کرنا معلوم نہیں یہ اس لئے کہ صحابہ کا تبرک حاصل کرنا جیسا کہ پیچھے گزرا یہ دلائل بتاتے ہیں کہ یہ کسی غزوہ کے ساتھ مختص نہیں اور نہ صحابہ میں سے کسی نے ان پر انکار کیا۔

آگے بڑھنے سے پہلے کچھ جدید ذہن کے شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ کئی مذکورہ باتیں پڑھ، سن کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ چیز طبیعت پر گراں گزرتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ نبی کی خصوصیات اور کمالات سے آگاہ نہیں وہ اپنے اجسام پر اسے قیاس کرتے ہیں جس کی وجہ سے طبیعت میں ملال پیدا ہوتا ہے اگر ان کے ذہن میں یہ فرق موجود ہو کہ جس جسم اطہر کی بات کر رہے ہیں وہ سراپا نور علی نور ہے اور اس کی صحبت سے فیض پانے والا بھی اس شان کا مالک ہو جاتا ہے۔ ہم ایک مثال سے بات واضح

کر دیتے ہیں ۔ ہم سب شہد کھاتے ہیں ، لذت پاتے ہیں ، بلکہ قرآن کی زبان میں اس سے شفاء پاتے ہیں ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گورا کی کہ یہ شہد کیسے بنتا ہے ؟ آپ تسلیم کر لیں گے کہ یہ زہریلی مکھی جو کسی کمزور آدمی کو ڈنک مارے تو وہ شدید تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے ۔ یہ اس کے جسم سے خارج ہونے والا مادہ ہے جب زہریلی مکھی کے جسم کے مادہ کی یہ عظمت ہے تو خود ہی بتائیے کہ جسم نبوی ﷺ کی جسم سے اشیاء کی پاکیزگی اور شفاء کا عالم کیا ہوگا ؟

علامہ محمد اللہ بخش تونسوی قادری حفظہ اللہ نے صحابہ کرام کے ان معمولات کا تذکرہ جمع کر دیا جنہوں نے مختلف مواقع پر آپ ﷺ کی ان مذکورہ اشیاء سے برکت وفیض حاصل کیا ، ممکن ہے آج تک اس موضوع پر اس قدر جمع شدہ مواد کسی اور جگہ نہ مل پائے بلکہ ان روایات میں اس لعاب دہن کی دستگیریاں اور اس کے اثرات کا تذکرہ بھی موجود ہے ۔ مثلاً حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا بھی ذکر ہے کہ جب وہ آپ ﷺ کا لعاب لگنے کی وجہ سے دوبارہ جڑ کر فٹ ہوگئی تو وہ دوسری آنکھ سے بینائی میں تیز اور حسن میں خوبصورت ہوگئی ۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کیا کہ اگرچہ یہ دونوں آنکھیں میری دی ہوئی ہیں لیکن چونکہ دوسری آنکھ کو حضور ﷺ کا لعاب دہن لگ گیا تو اسے اللہ تعالیٰ نے پہلی آنکھ سے امتیاز بخش دیا ۔ یہ صرف لعاب دہن کی بات نہیں اگر کسی آدمی کے رخسار پر آپ نے دست اقدس پھیرا تو وہ رخسار دوسرے سے خوبصورت ہوگیا ۔ اگر آپ ﷺ نے کسی کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ بال کبھی سفید نہیں ہوئے ۔ انہی دلائل اور احادیث مبارکہ کی وجہ سے اہل علم نے اس پر

استدلال کیا کہ سلف صالحین سے برکت اور تبرک حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس پر ہماری کتاب ''اسلام اور صالحین سے حصول برکت'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ لیکن بعض اہل علم کا نقطہ نظر بھی ہمارے سامنے رہنا چاہئے کہ کچھ چیزوں کو بطور تبرک آپ ﷺ کی ذات اقدس سے مخصوص رکھنا چاہئے مثلاً لعاب دہن۔ اسی طرح اعضاء وضو سے جدا ہونے والا پانی اور فضلات شریفہ وغیرہ۔ کیونکہ ان اہل علم کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد یہ چیزیں بطور برکت کسی اور سے حاصل نہیں کی گئیں۔

اسی نقطہ نظر کو امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی (ت: ۷۹۰ھ) اپنے الفاظ میں پوری تفصیل کے ساتھ (بدعت اضافیہ کی تیسری قسم کے بارے میں) لکھتے ہیں:

انه ثبت فی الصحاح عن الصحابة رضی اللہ عنهم انهم یتبرکون باشیاء من رسول اللہ ﷺ، ففی البخاری عن ابی جحیفة رضی اللہ عنه قال: خرج علینا رسول اللہ ﷺ بالهاجرة فاتی بوضوء فتوضأ فجعل الناس یأخذون من فضل وضوئه فیتمسحون به، الحدیث، وفیه: کان اذا توضأ یقتتلون علی وضوئه،

صحاح میں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اشیاء کے ساتھ تبرک حاصل کرتے، چنانچہ بخاری میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت نکلے، وضو کا پانی لایا گیا آپ ﷺ نے وضو فرمایا لوگوں نے آپ کے وضو کے پانی کو لے کر جسم پر ملا۔ اسی بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ جب وضو فرماتے۔

وعن المسور رضی اللہ عنہ فی حدیث الحدیبیة "وما انتخم النبی ﷺ نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده" وخرج غیره من ذلك کثیراً فی التبرك بشعره وثوبه وغیرهما، حتی انه مس باصبعه احدهم بیده فلم یحلق ذلك الشعر الذی مسه علیه السلام حتی مات۔

وبالغ بعضهم فی ذلك حتی شرب دم حجامته الی اشیاء لهذا کثیرة فالظاهر فی مثل هذا النوع ان یکون مشروعاً فی حق من ثبتت ولا یته واتباعه لسنة رسول اللہ ﷺ وان یتبرك بفضل وضوئه ویتدلك بنخامته ویستشفی بآثاره کلها ویرجی نحو مما کان فی آثار المتبوع الاصل ﷺ۔

تو آپ کے وضو سے پانی لینے پر صحابہ کرام آپس میں ایک دوسرے سے جھپٹ پڑتے۔ حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے حدیث حدیبیہ میں ہے کہ آپ ﷺ اپنا ناک صاف فرماتے تو وہ صحابہ میں سے کسی کی ہتھیلی پر اُٹھایا جاتا اور وہ اسے اپنے چہرے اور جسم پر ملتا ۔دیگر اہل علم وسیر نے آپ ﷺ کے مقدس بالوں اور دیگر اشیاء سے حصول تبرک کثرت کے ساتھ بیان کیا ہے حتی کہ ایک صحابی اپنی اُنگلی دوسرے کے ہاتھ سے برکت حاصل کرنے کے لئے مس کرتے، آپ کے مقدس ہاتھوں کے مس کردہ اپنے بالوں کو موت تک منڈواتے نہیں تھے۔ بعض نے اس میں مبالغہ کیا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے پچھنے لگوانے کا خون اقدس پیا اسی طرح کثیر اشیاء سے تبرک،

الا انه عارضنا فی ذلك اصل مقطوع
به فی متنه۔ مشکل فی تنزیله وهو
ان الصحابة رضی الله عنهم بعد
موته علیه السلام لم یقع من احد
منهم شیء من ذلك بالنسبة الی من
خلفه۔ اذ لم یترك النبی ﷺ بعده
فی الأمة افضل من ابی بکر
الصدیق رضی الله عنه، فهو کان
خلیفته، ولم یفعل به شیء من ذلك
ولا عمر رضی الله عنه، وهو کان
افضل الأمة بعده، ثم کذلك
عثمان ثم علی ثم سائر الصحابة
الذین لا احد افضل منهم فی الامة،
ثم لم یثبت لو احد منهم من
طریق صحیح معروف ان متبرکاً
تبرك به علی احد تلك الوجوه او
نحوها۔

ایسی قسم میں ظاہر یہی ہے کہ یہ اس شخص
کے حق میں مشروع ہے جس کی ولایت
ثابت اور سنت رسول اللہ ﷺ کا متبع
ہے۔ اس کے بچے ہوئے پانی سے
برکت حاصل کی جائے اور اس کے
ناک مبارک کا نخامہ جسم پر ملے اور تمام
اس کے آثار سے شفاء حاصل کر کے
اس سے اُمید کی جا سکتی ہے جو متبوع
اصل سرورِ عالم ﷺ سے کیا ہے مگر یہ
اس کا ایسی اصل سے معارضہ پاتے
ہیں جو اپنے متن میں یقینی ہے اور اپنے
نزول میں مشکل ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ کے
وصال کے بعد کسی سے بھی آپ ﷺ
کے بعد لوگوں کی بنسبت اس کا وقوع
نہیں ہے، جبکہ آپ نے اپنے بعد
اُمت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ سے افضل نہیں چھوڑا۔

بل اقتصروا فیهم على الاقتداء بالافعال والاقوال والسير التى اتبعوا فيها النبى ﷺ فهو اذا اجماع منهم على ترك تلك الاشياء وبقى النظر فى وجه ترك ما تركوا منه ويحتمل وجهين:

(احدهما): ان يعتقدوا فيه الاختصاص وان مرتبة النبوة يسع فيها ذلك كله للقطع بوجود ما التمسوا من البركة والخير۔ لانه عليه السلام كان نوراً كله فى ظاهره وباطنه، فمن التمس منه نورا وجده على اى جهة التمسه، بخلاف غيره من الأمة۔ وان حصل له من نور الاقتداء به والاهتداء بهديه ماشاء الله۔ لا يبلغ مبلغه على حال توازيه فى مرتبة۔ ولا تقاربه، فصار هذا النوع مختصا به كاختصاصه بنكاح ما زاد على الاربع

وہ آپ ﷺ کے خلیفہ تھے اور ان کی کسی شے سے ایسا تبرک حاصل نہیں کیا گیا نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جبکہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد اُمت میں افضل ہیں، پھر اسی طرح حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اُمت میں کوئی بھی افضل نہیں ہے ان میں سے کسی سے بھی صحیح معروف طریقہ سے یہ ثابت نہیں کہ کسی نے ان سے مذکورہ چیزوں کی وجہ سے تبرک حاصل کیا ہو بلکہ لوگوں نے افعال واقوال اور سیرت میں ان کی اتباع کی۔ جس میں وہ حضور ﷺ کے تابع تھے اب یہ ان صحابہ کا ان اشیاء کے ترک پر اجماع قرار پا گیا باقی اس میں غور وفکر کی ضرورت باقی ہے کہ انہوں نے اس کو ترک کیوں کیا؟ اس میں دو احتمالات ہیں:

واحلال بضع الواهبة نفسها له، وعدم وجوب القسم على الزوجات وشبه ذلك، فعلى هذا الماخذ: لايصح لمن بعده الاقتداء به في التبرك على احد تلك الوجوه ونحوها۔ ومن اقتدى به كان اقتداؤه بدعة، كما كان الاقتداء به في الزيادة على اربع نسوة بدعة۔ (الثاني): ان لا يعتقدوا الاختصاص ولكنهم تركوا ذلك من باب الذرائع خوفا من ان يجعل ذلك سنة كما تقدم ذكره في اتباع الآثار۔ والنهي عن ذلك، او لان العامة لا تقتصر في ذلك على حد، بل تتجاوز فيه الحدود، وتبالغ بجهلها في التماس البركة، حتى يداخلها للمتبرك به تعظيم يخرج به

پہلا احتمال: وہ اس میں خصوصیت مانتے تھے کہ مرتبہ نبوت میں یہ تمام چیزیں یقینی طور پر پائی جاتی ہیں جن سے برکت اور فیض حاصل کیا جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ اپنے ظاہر و باطن میں سراپا نور تھے تو جس نے بھی آپ سے نور حاصل کرنا چاہا اسے اسی جہت طلب سے حاصل ہو گیا بخلاف دیگر اُمت کے اگرچہ اسے ماشاء اللہ آپ کے نور کی اقتداء اور آپ کے طریقہ پر چلنا حاصل ہے لیکن وہ مرتبہ میں کسی صورت میں آپ ﷺ کے مقام تک پہنچ سکتی ہے نہ قریب۔ تو یہ قسم آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہے جیسے چار بیویوں سے زائد کے ساتھ نکاح کرنا، اسی طرح خود ہبہ کرنے والی خاتون کا آپ ﷺ کے لئے حلال ہونا اور بیویوں کے لئے تقسیم کا لزوم نہ ہونا۔

عن الحد فربما اعتقد فی المتبرك به ما ليس فيه، وهذا التبرك هو اصل العبادة، ولاجله قطع عمر رضی الله عنه الشجرة التی بويع تحتها رسول الله صلی الله علیہ وسلم، بل هو كان اصل عبادة الاوثان فی الامم الخالية حسبما ذكره اهل السير- فخاف عمر رضی الله عنه ان يتمادی الحال فی الصلاة الی تلك الشجرة حتی تعبد من دون الله فكذلك يتفق عند التوغل فی التعظيم- ولقد حكی الفرغانی مذيل تاريخ الطبری عن الحلاج ان اصحابه بالغوا فی التبرك به حتی كانوا يتمسحون ويتبخرون بعذرته، حتی ادعوا فيه الالهية تعالی الله عما يقولون علوا كبيراً۔

اس صورت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی وجہ سے بھی کسی کا تبرک لینا درست نہیں اور جس نے بھی ایسی پیروی کی اس کی پیروی بدعت ہو گی جیسا کہ چار بیویوں پر اضافہ کی پیروی بدعت قرار پاتی ہے

دوسرا احتمال: وہ خصوصیت نہیں مانتے تھے لیکن انہوں نے اس عمل کو بطور سد ذرائع ترک کیا اس خوف کے پیش نظر کہ اسے سنت بنالیا جائے گا جیسا کہ اس کا ذکر اتباع آثار اور ان سے نہی کے بارے میں پیچھے گزر چکا ہے یا اس لئے کہ ہم کسی حد پر نہ رکتے بلکہ حدود پر تجاوز کر جاتے اور اپنی جہالت میں طلب برکت میں مبالغہ کرتے حتی کہ تبرک حاصل کرنے والی ذات کی تعظیم میں حد سے آگے نکل جاتے ۔بسا اوقات وہ اس ذات سے ایسا عقیدہ بناتے جو اس میں نہیں پایا جاتا،

ولان الولاية وان ظهر لهافی الظاهر آثار فقد يخفی امرها، لانها فی الحقيقة راجعة الی امر باطن لا يعلمه الا الله، فربما ادعيت الولاية لمن ليس بولی، او ادعاها هو لنفسه او اظهر خارقة من خوارق العادات هی من باب الشعوذة لا من باب الكرامة، او من باب۔ او الخواص او غير ذلك، والجمهور لايعرف الفرق بين الكرامة والسحر فيعظمون من ليس بعظيم ويقتدون بمن لاقدوة فيه وهو الضلال البعيد۔ الی غير ذلك من المفاسد فتركوا العمل بما تقدم وان كان له اصل۔ لما يلزم عليه من الفساد فی الدين۔

یہ تبرک اصل عبادت ہے اور اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ درخت کٹوا دیا تھا۔ جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی گئی تھی بلکہ یہی چیز سابقہ اُمتوں میں بتوں کی اصل عبادت تھی جس کا ذکر اہل سیر نے کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا خدشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس درخت کے پاس نماز پڑھنے کی حالت میں یہاں تک لوگ پہنچ جائیں کہ غیر اللہ کی عبادت شروع ہو جائے۔ ایسے ہی معاملہ تعظیم میں غلو کی صورت میں ہو جاتا ہے۔ شیخ فرغانی نے تاریخ طبری کے ذیل میں حلاج کے بارے میں نقل کیا کہ اس کے مریدین نے اس سے تبرک میں مبالغہ یوں کیا کہ اس کے پیشاب کو جسم پر ملتے اور اس کے پاخانہ سے خوشبو کی دھونی لگاتے۔ جبکہ ایسی باتوں سے اللہ تعالیٰ کہیں بالاتر ہے اور اس لئے کہ ولایت کے ظاہر میں کچھ آثار ہیں لیکن اس کا معاملہ مخفی ہے۔

وقد يظهر باول وهلة ان هذا الوجه الثانی ارجح، لما ثبت فی الأُصول العلمية ان كل قربة اعطيها النبی ﷺ فان لامته انموذجا منها، ما لم يدل دليل على الاختصاص۔ الا ان الوجه الاول ايضاً راجح من جهة أُخرى وهو اطباقهم على الترك اذ لو كان اعتقادهم التشريع لعمل به بعضهم بعده او عملوا به ولو فی بعض الاحوال اما وقوفا مع اصل المشروعية، واما بناء على اعتقاد انتفاء العلة الموجبة للامتناع۔ وقد خرج ابن وهب فی جامعه من حديث يونس بن يزيد عن ابن شهاب قال: حدثنی رجل من الانصار ان رسول اللہ ﷺ كان اذا توضأ او تنخم ابتدر

حتیٰ کہ اس میں انہوں نے اُلوہیت کا دعویٰ کیا کیونکہ حقیقت میں یہ ایسے امر باطن کی طرف لوٹ جاتی ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بسا اوقات ولایت کا دعویٰ ایسے شخص کے لئے کیا جاتا ہے جو ولی نہیں ہوتا یا اس نے اپنی ذات کے لئے دعویٰ کر رکھا ہوتا ہے یا خلاف عادت کچھ ظاہر ہوا جو کہ شیطانی سلسلہ تھا نہ کہ یہ کرامت۔ یا اس کا تعلق جادو یا دیگر چیزوں سے ہو سکتا ہے اور عوام جادو اور کرامت میں فرق نہیں جانتے اور وہ تعظیم کریں گے اس کی جو عظیم نہیں اور وہ مفاسد کی گہری کھائی ہے تو صحابہ نے اس پر عمل ترک کیا اگرچہ اس کی اصل تھی۔ اس لئے کہ اس سے دین میں فساد لازم آئے گا

ابتدائی غور و فکر سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ دوسرے احتمال کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ علمی اُصولوں میں یہ بات ثابت ہے کہ ہر وہ قربت جو نبی کریم ﷺ کو عطا کی گئی۔

من حوله من المسلمين وضوئه ونخانته فشربوه ومسحوا به جلودهم فلما رآهم يصنعون ذلك سألهم "لم تفعلون هذا"؟ قالوا: نلتمس الطهور والبركة بذلك فقال رسول الله ﷺ "من كان منكم يحب ان يحبه الله ورسوله فليصدق الحديث، وليؤد الامانة ولا يؤذ جاره" فان صح هذا النقل فهو مشعر بان الاولى تركه وان يتحرى ما هو الآكد والاحرى من وظائف التكليف، ولا يلزم الانسان في خاصة نفسه، ولم يثبت من ذلك كله الاما كان من قبيل الرقية وما يتبعها،

بے شک اس میں سے اُمت کے لئے کچھ حصہ ہے جب تک خاصہ پر دلیل نہ ہو، البتہ پہلی وجہ بھی ایک اور جہت سے راجح ہے وہ یہ ہے کہ ان کا اس کے ترک پر اتفاق ہے کیونکہ اگر ان کے اعتقاد میں بطور شریعت ثابت ہوتی تو کچھ لوگ اس کے بعد اس پر عمل کرتے یا وہ بعض اوقات اس پر عمل کر لیتے یا وہ اصل مشروعیت سے واقفیت کی وجہ سے، یا ایسی علت کی نفی کی بنیاد پر جو ممانعت کی موجب ہے۔ شیخ ابن وہب نے اپنی جامع میں یونس بن یزید سے یہ حدیث نقل کی کہ ابن شہاب نے کہا مجھے ایک انصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے یا ناک صاف فرماتے تو مسلمان آپ ﷺ کے وضو کے پانی اور نخامہ کو حاصل کر کے اسے پیتے اور اپنے اجسام پر اسے ملتے جب آپ ﷺ نے انہیں ایسے کرتے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم شفاء اور برکت کے حصول کے لئے ایسا کرتے ہیں

او دعاء الرجل لغيره على وجه سيأتي بحول الله فقد صارت المسئلة من اصلها دائرة بين امرين ان تكون مشروعة فدخلت تحت حكم المتشابه (او تكون غير مشروعة) والله اعلم۔"

(الاعتصام للشاطبی :ج۲ص ۹تا۱۱۔ طبع دارالمعرفة بیروت)

تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو چاہتا ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کریں تو وہ بات سچی کرے، امانت ادا کرے، پڑوسی کو تنگ نہ کرے۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ بات بتا رہی ہے کہ ترک اولیٰ ہے۔ اور وہ کام کیے جائیں جن میں تاکید زیادہ ہے اور وہ ذمہ داری اور مکلّف ہونے کے زیادہ لائق ہے، ایسی چیز پر عمل کریں جس میں تاکید زیادہ ہے اور جس چیز کا ان کو مکلّف بنایا گیا اور یہ چیز تو کسی انسان پر لازم نہیں اور نہ ہی ایسی چیز ثابت ہے مگر از قبیل جھاڑ پھونک، دم وغیرہ یا بندے کو ایسی وجہ کی طرف بلانا ہے جس کا ذکر اللہ کی توفیق سے آئے گا تو یہ مسئلہ اپنی اصل کے اعتبار سے دو اُمور کے درمیان دائر ہے۔ یہ کہ مشروع ہو اور متشابہ کے علم کے تحت داخل ہو یا مشروع نہ ہو۔ واللہ اعلم)

نیز امام زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد ابن رجب حنبلی (ت: ۷۹۵ھ) لکھتے ہیں:

”ولما سأله ربيعة الاسلمي مرافقته في الجنة قال له: ”اعني على نفسك بكثرة السجود“ فانما يراد من صحبة الاخيار صلاح الاعمال والاحوال والاقتداء بهم في ذلك، والانتقال من الغفلة الى اليقظة، ومن البطالة الى العمل، ومن التخليط في التكسب والقول والفعل الى الورع، ومعرفة عيوب النفس وآفاتها واحتقارها، فأما من صحبهم وافتخر بصحبتهم وادعى بذلك الدعاوى العريضة وهو مصر على غفلته وكسله وبطالته، فهو منقطع عن الله من حيث ظن الوصول اليه، كذلك المبالغة في تعظيم الشيوخ وتنزيلهم منزلة الانبياء هو مما نهي عنه۔

جب آپ ﷺ سے حضرت ربیعہ اسلمی نے جنت میں سنگت کا عرض کیا تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: کثرت سجود کے ساتھ اپنی ذات پر میری مدد کرو۔ اچھے لوگوں کی سنگت سے مراد اعمال واحوال کی اصلاح اور اس میں ان کی پیروی اور غفلت سے بیزاری کی طرف، کوتاہی سے عمل کی طرف منتقل ہونا ہے۔ کاروبار اور اس فعل میں تقویٰ کی طرف بڑھنا اور گڑبڑ کرنے سے رُکنا ہے۔ نفس کے عیوب آفات اور اس کے حقیر ہونے کی معرفت ہے البتہ جن لوگوں نے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی اور ان کی صحبت پر فخر کرتے ہوئے اپنی غفلت وسستی وکوتاہی پر مصر رہے ان کا تعلق اللہ سے ٹوٹ گیا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وصل کا گمان کیے ہوئے ہیں۔ اسی طرح شیوخ کی تعظیم میں اور انہیں

وكذلك التبرك بالآثار ولما كان يفعله الصحابة مع النبي ﷺ ولم يكونوا يفعلونه مع بعضهم بعضاً، ولايفعله التابعون مع الصحابة مع علو قدرهم۔ فدل على ان هذا لا يفعل الا مع الرسول ﷺ مثل التبرك بوضوئه وفضلاته ﷺ وشعره و شرب فضل شرابه وطعامه۔ وفي الجملة هذه الاشياء فتنة للمعظم والمعظم لما يخشى عليه من الغلو المدخل في البدعة۔ وربما يترقى الى نوع من الشرك كل هذا انما جاء من التشبه باهل الكتاب والمشركين الذي نهيت هذه الامة عنه۔"

(مجموع رسائل الحافظ ابن رجب الحنبلی: ۱۔۲۵۱،۲۵۲)

انبیاء علیہم السلام کا درجہ دینے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح آثار کے ساتھ تبرک کا معاملہ ہے کہ جب صحابہ کرام نے نبی ﷺ کے ساتھ ایسا کیا، جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ ایسا نہیں کیا نہ ہی تابعین نے صحابہ کے ساتھ کیا جبکہ وہ بلند مقام پر تھے۔ یہ چیز اس پر دلیل ہے کہ یہ عمل صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ مثلاً آپ ﷺ کے وضو کے پانی اور فضلات شریفہ، موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا اور آپ ﷺ کے بچے ہوئے مشروب کا پینا۔ الغرض یہ اشیاء تعظیم کرنے والے اور تعظیم کی گئی شخصیت کے لئے فتنہ ہیں۔ کیونکہ اس میں غلو کا خوف اور بدعت میں داخل ہونا ہے بسا اوقات یہ شرک کی قسم تک پہنچا دیتا ہے اور یہ تمام چیزیں اہل کتاب اور مشرکین کے ساتھ مشابہت ہیں جس سے اُمت کو منع کیا گیا ہے۔

پیچھے امام ابن وہب کی نقل کردہ روایت پر بھی ضرور غور کیجیے کہ آپ ﷺ نے واضح کردیا کہ ان اشیاء پر اکتفاء نہیں کرنا بلکہ احکام الٰہی بجالانے میں خوب جدوجہد کی جائے۔ان میں اہم تین چیزوں کا بھی ذکر فرمادیا تاکہ اُمت حصول برکت کے ساتھ ساتھ تقویٰ سے مزین رہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اسلام کے مزاج کے مطابق اعتدال کی راہ اپنائیں۔

آخر میں، میں مؤلف حفظہ اللہ کے لئے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ان کے علم وفضل میں مزید برکات عطا فرمائے اور دین متین کی خدمات ہم سب سے لے۔

۱۹ ستمبر ۲۰۱۷ء (مفتی) محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

رائے گرامی:۔

مفکر اسلام علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

ناظم اعلیٰ: جامعہ اسلامیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محسن انسانیت، ہادی برحق، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں بلاشبہ وصف بشریت پایا جاتا ہے اور اس کی سب سے بڑی حکمت بھی بالکل عیاں ہے۔ جب آپ کی ذات ستودہ صفات کو انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے منصب نبوت و رسالت سے سرفراز کیا گیا تو ضروری تھا کہ آپ کو لباس بشریت عطا کیا جاتا تا کہ انسانوں پر ابلاغ حق کے حوالے سے حجت تمام ہو جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضور ﷺ کے بارے میں جو دعا نقل کی گئی ہے اس میں "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ" کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ جب اس دعا کی قبولیت کے نتیجے میں حضور ﷺ کی بعثت کا ذکر فرمایا تو وہاں بھی "مِنْكُمْ" کی تصریح فرمائی۔ حضور ﷺ کو لباس بشریت عطا کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کہ آپ کے اُسوہ کو نمونہ کمال بنانا تھا۔ لیکن یہ وہ نازک مقام ہے جس کی تقسیم میں اُمت کے ایک گروہ سے کچھ لغزشیں ہو گئیں۔ اس گروہ نے آپ کو بشریت کا پیکر ہی سمجھ لیا اور آپ

کی نورانیت کا یکسر انکار کر دیا۔ بعض نے اگر نور معنوی کو مان لیا لیکن نور حسی ہونے کا انکار کر دیا، یہی نہیں بلکہ انہوں نے حضور ﷺ کی بشریت کو بھی اپنے جیسا سمجھ لیا حالانکہ اللہ رب العزت نے آپ کو بشریت بھی کامل اور بے مثل عطا فرمائی تھی۔

نور ایسا کہ نوری فیض پائیں

بشر ایسا کہ وہ خیر البشر ہے

اللہ رب العزت کے علم میں تھا کہ حضور ﷺ کی اُمت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو جائے گا جو اپنی فکری کمی کے باعث حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر قرار دے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ کو ایسے کمالات سے متصف فرمایا کہ آپ کے جسم اطہر کے ایک ایک عضو مبارک میں ہزاروں برکتیں رکھ دی ہیں حتی کہ جسم اطہر سے جدا ہونے والے جز جیسے ناخن مبارک اور موئے مبارک شریف ان کی برکات پر علمائے کرام نے مستقل کتابیں لکھ دی ہیں۔

موئے مبارک کے فضائل پر برصغیر کے معروف عالم دین حضرت شاہ سلامت اللہ رامپوری نے ''شعائر اللہ فی اثبات فضائل شعر رسول اللہ ﷺ'' کے نام سے ایک ایمان افروز رسالہ تحریر فرمایا ہے۔

آپ کے اعضائے شریفہ میں دست اقدس کی برکات پر برصغیر کے عظیم محقق حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی رحمہ اللہ نے ''مقاصد اسلام'' کے نام سے ایک مکمل جلد رقم فرمائی۔ یہی نہیں بلکہ آپ کے قدمین مبارک سے مس ہونے والے نعلین مبارک

کے فضائل اسانید صحیحہ سے اس قدر وارد ہوئے ہیں کہ امام تلمسانی علیہ الرحمہ نے ان کو ایک کتاب میں جمع کیا جو "فتح المتعال فی مدح النعال" کے نام سے شائع ہوئی۔

چند سال قبل محقق العصر حضرت مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ نے "فضائل نعلین مبارک" کے نام سے اس کا ترجمہ کیا جو شائع ہو چکا ہے۔ علمائے حق نے تو نعلین مبارک کے منقوش نقشوں کی متعدد برکات لکھی ہیں۔ بات یہیں بھی ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے فضلات میں اللہ رب العزت نے بے شمار برکتیں رکھ دیں تا کہ "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" سے دھوکہ کھانے والوں کو چشم غفلت وا ہو جائے۔ آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں ہو سکتی۔ آپ کے لعاب دہن شریف کی خوشبو کا مقابلہ کستوری نہیں کر سکتی، پھر اسی لعاب دہن کی برکتوں کا مشاہدہ کرنے والے خود صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے جنہوں نے یہ برکات نہ صرف حاصل کیں بلکہ ان کو نقل بھی کیا۔ فاضل نوجوان حضرت علامہ محمد اللہ بخش تونسوی زید مجدہ نے جید اسانید کے ساتھ مروی وہ روایات زیر نظر کتاب میں جمع کر دی ہیں جن میں لعاب دہن کی برکات کا تذکرہ موجود ہے۔ انہوں نے کتاب کے مقدمہ میں خود اعتراف فرمایا ہے کہ انہوں نے بطور خاص امام بیہقی رحمہ اللہ کی "دلائل النبوۃ" اور امام محمد بن یوسف صالحی شامی علیہ الرحمہ کی سیرت پر بے نظیر کتاب "سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" سے استفادہ کیا ہے۔

لعاب دہن کی برکات پر ان روایات کو یکجا کرنا اور حسب ضرورت ان کی صحت پر گفتگو علامہ موصوف ہی کی ایک گرانقدر خدمت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان سے خدمت دین کا کام لیتا رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

موصوف فاضل جلیل اس سے قبل درج ذیل متعدد علمی کام کر چکے ہیں:

۱۔(نور القمر فی ترجمۃ البدر) احوال و آثار۔ شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ

۲۔ترجمہ و شرح مقدمہ مشکوٰۃ۔

۳۔امام ابن نجار علیہ الرحمہ کی کتاب "الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینۃ" کا اردو ترجمہ۔

۴۔ڈاکٹر سراج بن عمر مدرس مسجد حرام کی تالیف "مختصر السیرۃ الذاتیہ لخیر البریۃ" کا اُردو ترجمہ بعنوان "سیرت خیر الوریٰ کے انوار و تجلیات"۔

یہ فقیر ان کی صحت اور تدقیقات میں اضافے کے لیے خصوصی طور پر دعا گو ہے اور اُمیدوار ہے کہ اللہ رب العزت آنے والے دنوں میں ان سے بڑے علمی کام لے گا۔

محمد خلیل الرحمٰن قادری

ناظم اعلیٰ: جامعہ اسلامیہ لاہور

احساس کی حرارت

جانشین شرف ملت ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی حفظہ اللہ

منہاج القرآن لاہور

الحمد لله الذی جعل حبیبه ﷺ مجمع المعجزات للانبیاء السابقین کما اکرمه بالکثیر من المعجزات التی تفرد بها الحبیب المصطفیٰ ﷺ ونصلی افضل صلاۃ ونسلم اتم تسلیم علی الحبیب الکریم علیه وعلی اله واصحابه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو سراپا معجزات بنا کر بھیجا، سارے انبیاء علیہم السلام کے معجزات آپ کو عطا ہوئے اور آپ کو ایسے معجزات سے بھی نوازا گیا جو آپ ہی کا خاصہ تھے یوں تو آپ ﷺ کا ایک ایک معجزہ ایمان افروز ہے۔ یہ معجزات پڑھنے یا سننے والے اہل محبت کو ایمان کی مزید حلاوت اور حرارت نصیب ہوتی ہے، مگر خاص طور پر نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن کے معجزات جداگانہ شان رکھتے ہیں، آپ کے لعاب دہن سے کتنے معجزات وقوع پذیر ہوئے؟ مولانا محمد اللہ بخش تونسوی صاحب نے اپنی اس کتاب میں بہت عمدہ پیرائے میں تحریر فرمائے، ان کے ایک ایک لفظ سے محبت رسول ﷺ کی مہک پھوٹتی ہے، اللہ کریم ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے قبولیت عامہ سے سرفراز فرمائے۔ خوش قسمت تھے وہ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم جن کو نبی ﷺ کا لعاب دہن کے معجزات دیکھنے کی سعادت ملی اور جب نبی کریم ﷺ وضو کرتے ہوئے کلی فرماتے تو محبت رسول ﷺ سے سرشار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس متبرک پانی کو ہاتھوں ہاتھ لیتے اور ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے دیتے، صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یہ آداب محبت کس نے سکھائے تھے؟ یہ آداب، یہ ذوق وشوق اور یہ وارفتگی خود محبت ہی سکھاتی ہے۔ اس لعاب دہن نے وہ معجزات ، دکھائے جو پیش نظر کتاب میں یکجا کردیئے گئے ہیں۔

اللہ کریم حضرت علامہ مولانا محمد اللہ بخش تونسوی صاحب کو جمیع عاشقان رسول ﷺ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لئے توشۂ آخرت اور قارئین کے لئے محبتِ رسول ﷺ کی چاشنی میں اضافے کا سبب بنائے۔ آمین

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

31 اکتوبر 2017ء۔ بروز منگل

میزانِ حروف

ساڑھے چودہ صدیاں ہونے کو ہیں ۔ رحمت عالم ، نور مجسم ، محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے فضائل وکمالات اور آنجناب کے اعضائے جسمانی کے خصائص ومعجزات کے موضوعات پر اُمت کے بہترین طبقہ علماء وصلحاء اور صوفیاء وصالحین میں سے منتخب خوش نصیب افراد کام کررہے ہیں، یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا کہ

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیری توصیف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

حضور نبی کریم ﷺ کے لعاب دہن کے معجزات بھی بے شمار ہیں جن کا بیان احادیث کتب میں کثرت سے موجود ہے ۔ اس موضوع پر اُردو زبان میں مستقل کتاب کی اشد ضرورت تھی جسے ہمارے بہت پیارے فکری ونظری بھائی حضرت مولانا اللہ بخش تونسوی نے بڑی محنت ومحبت سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے جس قدر عنوان منفرد اور اچھوتا ہے ۔ الحمدللہ مولانا نے اسی قدر تحقیق کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کو مرتب کیا ہے ۔ یہ ایک اور ارمغان محبت ہے اور اس کا مطالعہ عوام وخواص کے لیے استحکام ایمان اور جذبہ حُب رسول ﷺ کے فروغ کا ذریعہ بنے گا۔ ایسی کتاب کا خیر مقدم ہونا چاہئے۔

فاضل مصنف برصغیر کے عظیم روحانی مرکز تونسہ شریف میں ایک خوش نصیب

اور مخلص حافظ قرآن جناب رحیم بخش کے گھر 1991ء میں پیدا ہوئے اور اپنی زندگی کا کوئی بھی حصہ ضائع نہیں ہونے دیا۔ انہوں نے حصولِ علم اور فروغِ علم کے حوالے سے قابل رشک اور لائق تحسین کام کیے۔ دور دراز علاقہ سے قطب البلاد لاہور کا رُخ کرنا خوش بختی سے راست العقیدہ اور مخلص اساتذہ کا ملنا اور بہترین تربیت ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ نوجوان فاضل حضرت استاذ العلماء مولانا مفتی محمد اللہ بخش تونسوی قادری کی توجہ، تصنیف وتالیف اور ترجمہ وتخریج جیسے نہایت اہم اور ادق کام کی طرف ہونا یقیناً ان کے شیخ طریقت و روحانی پیشوا اور عالم اسلام کے بطل جلیل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ کی تربیت وروحانی توجہ کا ثمر ہے اور ان کی صحبت بابرکت کا فیض ہے۔ فاضل مصنف کو دلی مبارکباد کے ساتھ دعا گو ہوں کہ ربّ کریم انہیں اسلاف اکابر کے نہج پر خدمت دین ومتین کی توفیق ارزاں فرمائے اور روح اسلام سے شناسائی میں قدم قدم پر ان کی دستگیری ہوتی رہے۔ آمین۔

غبارِ راہ حجاز

ملک محبوب رسول قادری

مدیر سوئے حجاز۔ لاہور

5۔ اگست 2017ء

پیش از موضوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین

وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔امابعد:

ایک دن محقق العصر مترجم تفسیر کبیر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ کے ساتھ ان کے دفتر میں راقم الحروف کی نشست ہوئی، تو انہوں نے راقم الحروف کو ایک کتاب فوٹو کاپی کی صورت میں عنایت فرمائی اور ساتھ حکم دیا کہ اگر اس کا اردو میں ترجمہ کردو تو بہت اچھا ہے۔

وہ کتاب ''تحفة الزوار الی قبر النبی المختار'' تھی جس کے مؤلف امام حافظ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ (ت:۹۷۳ھ) ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے توکلاعلی اللہ حامی بھرلی، بعدازاں اولاً از ابتداء تا انتہاء کتاب مبارک پر سرسری نظر ڈالی۔اسی دوران مجھے ایک عبارت ملی جس میں تین چار ایسی احادیث طیبہ کا ذکر تھا جو ''لعاب نبوی ﷺ کی برکات طیبہ'' پر دلالت کرتی تھیں۔میں نے اولاً ان احادیث کے مآخذ ومراجع کی طرف رجوع کیا اور ان مراجع میں سرفہرست دو اہم کتابیں میرے پیش نظر تھیں۔

''دلائل النبوۃ'' تالیف امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ (ت:۴۵۸ھ) ''سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد'' تالیف امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (ت:۹۴۲ھ)۔

اول الذکر کتاب تو فقیر کے ذاتی کتب خانہ میں موجود تھی مگر ثانی الذکر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ کے کتب خانہ سے حاصل کی۔

سو "دلائل النبوۃ للبیہقی" کا تو الحمدللہ بالاستیعاب مطالعہ شروع کر دیا اور اس میں سے مجھے بہت زیادہ مطلوبہ مواد فراہم ہوا۔

اس کتاب مذکور کی جس قدر تعریف وتوصیف کی جائے بہت کم ہے۔

امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (ت: ۷۴۸ھ) اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

فعليك يا اخی بكتاب دلائل النبوة للبيهقی فانه نور علی نور

اے میرے بھائی امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب دلائل النبوۃ کو مضبوطی سے تھام لو کیونکہ یہ "نور علی نور" ہے۔

(سیر اعلام النبلاء: ج ۱۵ ص ۳۷۔ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

سو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں نے "لعاب نبوی ﷺ کی برکات طیبہ" کے عنوان سے حتی الامکان مفصل لکھنے کا عزم مصمم کر لیا۔

اور بحمد اللہ اس عزم میں خالق کائنات جل وعلا نے مجھے کس قدر کامیابیوں سے ہمکنار فرمایا، وہ کتاب ہذا کے مطالعہ کرنے سے عیاں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ فقیر راقم الحروف کی اس ادنیٰ سی کاوش کو اپنی بلند وبالا بارگاہ میں قبول فرما کر میرے لیے دین ودنیا اور آخرت میں فلاح وکامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

آخر میں، میں شکر گزار ہوں اپنے محسن قبلہ مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ کا جن کی شفقتوں اور محبتوں سے یہ مختصر رسالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

نیز میں شکر گزار ہوں اپنے عظیم محسن مفکر اسلام علامہ خلیل الرحمٰن قادری حفظہ اللہ کا جن کے اہم مشوروں اور خصوصی نوازشات سے یہ رسالہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

نیز میں شکر گزار ہوں محترم جناب حاجی عبد الرشید فاروقی صاحب کا جن کا سایۂ عاطفت میرے لیے باعثِ راحت وسکون بنا۔

نیز میں شکر گزار ہوں محترم جناب محمد عمران عنصر حفظہ اللہ کا جنہوں نے نہایت جانفشانی سے کتاب ہذا کی حروف سازی کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو بالعموم اور محترم جناب حافظ محمد عاصم صاحب پرنسپل ریلیم سکول لالہ زار کالونی فیز (ii) لاہور کو بالخصوص جنہوں نے اس کتابچہ کی اشاعت کا اہتمام فرمایا، اپنی حفظ وامان میں فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ حافظ محمد عاصم صاحب کے والد غلام مصطفیٰ قادری مرحوم اوران کے سُسر حاجی عبدالرزاق مرحوم کی بخشش فرمائے۔ آمین

۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ۔

سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرك واتوب الیك

العبد الضعیف:

ابو احمد محمد اللہ بخش قادری تونسوی

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ لاہور

امام وخطیب جامع مسجد سید الکونین۔ K۔ بلاک جوہر ٹاؤن لاہور

(یکم ذیقعد ۱۴۳۸ھ۔ 25 جولائی 2017ء بروز منگل)

مختصر سیرتِ خیر البشر ﷺ

نسب شریف: سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

والدین کریمین طیبین طاہرین: ۔آپ ﷺ کے والد گرامی کا نام مبارک ''سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ'' ہے۔جبکہ والدہ ماجدہ کا اسم مبارک ''سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا'' (بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ---الخ) ہے۔

ولادت باسعادت: آپ ﷺ کی ولادت باسعادت بروز سوموار عام الفیل میں بارہ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔یہی قول اُمت مسلمہ میں مشہور ہے اور اسی پر اہل علم کا اعتماد ہے۔

آپ ﷺ کے چند مشہور اسماء گرامی: ۔محمد، احمد، ماحی، عاقب، خاتم النبیین، نور، مصطفیٰ، رؤف، رحیم، طیب، کریم، شفیع، مشفع ۔(ﷺ)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

القول البدیع للامام السخاوی: ص ۷۴۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت

وسائل الوصول الی شمائل الرسول للنبہانی: ص ۱۳۔طبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

کنیت مبارکہ: آپ ﷺ کی کنیت مبارکہ "ابو القاسم" ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ اہل جنت کے درمیان جنت کو تقسیم فرمائیں گے۔ (ایضاً)

فائدہ: یاد رہے سیدنا رسول اللہ ﷺ کا نسبی حقیقی بھائی تھا نہ بہن تھیں۔ ہاں رضاعی بہن بھائی تھے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف: سیدنا رسول اللہ ﷺ ابھی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس میں تھے اور ولادت طیبہ سے دو ماہ باقی تھے کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا پچیس سال کی عمر میں وصال ہو گیا۔ اور مدینہ طیبہ میں "دار نابغہ" میں آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین شریف ہوئی۔ (الاشارہ للمغلطائی: ص ۱۱۲)

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال شریف: جب حضور ﷺ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ ﷺ کو آپ کی والدہ ماجدہ اپنے ہمراہ مدینہ طیبہ اپنے میکے لے کر تشریف لے گئیں، ایک ماہ مدینہ طیبہ قیام فرمانے کے بعد جب واپس مکہ مکرمہ روانہ ہوئیں تو جب "مقام ابواء" پر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہا کا وصال شریف ہو گیا۔ وہیں آپ رضی اللہ عنہا کا مزار پرانوار ہے۔ پھر سیدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس پہنچیں۔

حضرت عبد المطلب کا وصال مبارک: جب سید عالم ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو آپ کے جد امجد سیدنا عبد المطلب کا وصال ہو گیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ کی کفالت جناب ابو طالب نے فرمائی۔ اسی سال "کسریٰ فارس" یعنی

نوشیروان فوت ہوا اور اس کا بیٹا ''ھرمز'' تخت نشین ہوا۔

فجار اول: جب عمر شریف دس سال ہوئی اس وقت ''فجار اول'' کا واقعہ پیش آیا۔

فجار ثانی: جب عمر شریف چودہ سال ہوئی تو اس جنگ وجدال کا وقوع ہوا جس کو ''فجار ثانی'' کہا جاتا ہے۔

سوق عکاظ: عمر شریف کے پندرھویں سال میں ''سوق عکاظ'' قائم ہوا۔

حلف الفضول: سن اقدس کے بیسویں سال ''حلف الفضول'' کا واقعہ پیش آیا۔

کعبہ معظمہ کی تعمیر نو: عمر مبارک کے پینتیسویں سال کعبہ مکرمہ کو شہید کر کے ازسر نو تعمیر کیا گیا۔

اعلان نبوت: رسالت مآب ﷺ کی عمر اقدس جب چالیس سال ہوئی تو آپ ﷺ کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا اور نزول وحی کا آغاز ہوا۔ یاد رہے آپ ﷺ اعلان نبوت سے پہلے بھی نبی تھے مگر نبوت کا اعلان چالیس سال کی عمر شریف میں فرمایا۔

شیاطین کا شہاب ثاقب سے تعاقب: بعثت طیبہ کے بیسویں دن شیاطین کا جکڑ دیا گیا اور ان کو آسمانوں پر جاتے ہوئے شدید مزاحمت اور ارصاد و نگرانی کا سامنا کرنا پڑا۔

فائدہ: بعد از نزول وحی تین سال تک احکام نبوت کی تبلیغ ہوتی رہی۔ پھر ارشاد خداوندی ''فاصدع بما تؤمر'' جب نازل ہوا تو پوری قوت سے فیض نبوت اور

احکام خداوندی عام کرنے اور بیان کرنے کا حکم دیا گیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے اعلانیہ تبلیغ شروع فرمائی۔

حبشہ کی طرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہجرت: اعلان نبوت کے پانچویں سال صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔

جنگ بعاث: اعلان نبوت کے ساتویں سال جنگ بعاث کا واقعہ پیش آیا۔

عام الحزن: اعلان نبوت کے دسویں سال جناب ابو طالب کی وفات ہوئی اور ان کے تین دن بعد اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال شریف ہوا۔

مختلف قبائل پر اسلام پیش: اعلان نبوت کے گیارہویں سال حضور رحمت عالم ﷺ مختلف قبائل پر اسلام کو پیش کرنا شروع فرمایا۔

معراج شریف: اعلان نبوت کے بارہویں سال سرور عالم ﷺ کو معراج شریف سے مشرف فرمایا گیا اور سر اقدس کی چشمان اطہر سے عالم بالا کی سیر کرائی گئی۔

انصار مدینہ سے بیعت: اعلان نبوت کے تیرہویں سال موسم حج کے موقع پر انصار مدینہ "مقام عقبہ" پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آغاز ہجرت اور عقد مواخات: ہجرت مطہرہ کے پہلے سال غار میں دوران ہجرت حضور سید عالم ﷺ نے قدم رنجہ فرمایا اور اسی سال مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔

تحویل قبلہ، فرضیت صیام رمضان اور غزوۂ بدر: ہجرت نبویہ کے دوسرے

سال بیت المقدس کی بجائے کعبہ مبارکہ کو قبلہ قرار دیا گیا۔ اور اسی سال فریضہ صیام رمضان نازل ہوا۔ نیز غزوۂ بدر بھی اسی سال وقوع پذیر ہوا۔

غزوۂ خیبر: ہجرت اقدس کے ساتویں سال غزوۂ خیبر وقوع پذیر ہوا۔

فتح مکہ مکرمہ: ہجرت طیبہ کے آٹھویں سال مکہ مکرمہ فتح ہوا۔

خطبہ حجۃ الوداع: دس ہجری کو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فریضہ حج ادا فرمایا۔

وصال مبارک: ہجرت مقدسہ کے گیارہویں سال حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کا وصال اقدس ہوا۔

آپ ﷺ کی ازواج مطہرات:

۱۔ اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

۲۔ اُم المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

۳۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

۴۔ اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

۵۔ اُم المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ اُم المساکین رضی اللہ عنہا

۶۔ اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہ ہند بنت ابو اُمیہ رضی اللہ عنہا

۷۔ اُم المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

۸۔ اُم المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا

۹۔ اُم المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث الہلالیہ رضی اللہ عنہا

۱۰۔اُم المومنین سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

۱۱۔اُم المومنین سیدہ جویریہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا

آقائے رحمت ﷺ کی اولادِ امجاد: آپ ﷺ کے بیٹے۔

۱۔سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ

۲۔سیدنا عبداللہ (طیب وطاہر) رضی اللہ عنہ

۳۔سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ

آپ ﷺ کی بیٹیاں:۔

۱۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

۲۔سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

۳۔سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا۔

۴۔سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔

نوٹ: راقم نے مختلف سیرت طیبہ کی کتب شریفہ سے یہ مختصر سیرت طیبہ جمع کی ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اس عاجزانہ کاوش کو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل قبول ومنظور فرمائے۔

آمین۔

اُمیدوارِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

محمد اللہ بخش تونسوی قادری غفرلہ۔

0333-4504953

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ ﷺ کے ناک مبارک کی نخامہ شریف اور غسالہ شریف سے برکت حاصل کرنا:۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ (ت:۴۵۸) رقمطراز ہیں: حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کو غور سے دیکھ رہے تھے۔اوران کا بیان ہے:

فواللہ ما تنخم رسول اللہ ﷺ نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم یدلك بها وجهه وجلده واذا امرهم ابتدروا لامره واذا توضا ثاروا یقتتلون علی وضوئه واذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده وما یحدون الیه النظر تعظیماً له

خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ جب بھی کھنکھارتے تو نخامہ شریف (رینٹھ مبارک) ان میں سے کسی کے ہاتھ پر گرتی اور وہ اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے ،اور جب آپ ﷺ انہیں کوئی حکم ارشاد فرماتے تو وہ اس حکم کی تعمیل کے لیے ایک دوسرے سے سبقت کرتے ، جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو وہ آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے لڑائی کرتے اور جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو وہ آپ ﷺ کے سامنے اپنی آواز پست کر لیتے اور آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کے پیش نظر آپ کی طرف نظر نہ اُٹھاتے۔

جب حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو انہیں باایں الفاظ مخاطب ہو کر فرمایا:

ای قوم والله لقد وفدت علی الملوك وفدت علی قیصر و کسریٰ والنجاشی والله ان رأیت ملکا قط یعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد محمداً

اے میری قوم! اللہ کی قسم یقیناً میں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی بادشاہوں کے پاس گیا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے نوکروں اور درباریوں کو بادشاہ کا اتنا ادب واحترام کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا (سیدنا) محمد (ﷺ) کے صحابہ کو (سیدنا) محمد (ﷺ) کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۱۰۴۔ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تنبیہ:۔

حدیث مذکور انتہائی مفصل ہے، مگر ہم نے مختصر ذکر کی ہے۔ نیز یہ حدیث مبارک صحیحین (بخاری و مسلم) میں بھی الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔ فلیتنبه۔

تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ اور سیدنا حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کے زخم پر لعابِ اقدس کی حیرت انگیز تاثیر:۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

کعب بن اشرف (یہودی) کو کون قتل کرے گا؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائی ہے۔

یہ ارشاد مبارک سن کر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کو قتل کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر آپ مجھے (بظاہر اپنے خلاف) کوئی چیز کہنے کی اجازت فرمائیں گے؟ ارشاد فرمایا: تم کہو تمہیں اجازت ہے۔ پھر سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب بن اشرف کے پاس جا کر اسے کہا:

اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَاَلَنَا صَدَقَةً وَّاِنَّهٗ قَدْ عَنَّانَا وَ اِنِّیْ قَدْ اَتَیْتُكَ اَسْتَسْلِفُكَ

اس شخص نے (سیدنا محمد ﷺ) ہم سے صدقہ کا سوال کیا ہے اور اس نے تو ہمیں مشقت میں ڈال دیا اور میں تجھ سے قرض لینے کے لئے آیا ہوں۔

یہ سن کر کعب بن اشرف یہودی کہنے لگا اور ابھی مزید بھی وہ تمہیں مشقت میں

ڈالیں گے۔ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے ان کی اتباع کر لی ہے، اب ہم ان کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں کہ وہ مزید کیا کرتے ہیں۔

وَقَدْ اَرَدْنَا اَنْ تُسْلِفَنَا اور ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تو ہمیں قرض دے۔

یہ سن کر کعب بن اشرف یہودی کہنے لگا تم میرے پاس اپنی خواتین کو بطور رہن رکھو۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اپنی خواتین کو تیرے پاس رہن کیسے رکھیں؟ حالانکہ تو تمام اہل عرب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ کعب بن اشرف کہنے لگا پھر تم اپنے بیٹوں کو میرے پاس رہن رکھو۔ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہم اپنے بیٹوں کو تیرے پاس رہن کیسے رکھیں اگر اپنے بیٹوں کو تیرے پاس رہن رکھیں گے، تو لوگ یہ طعنہ دیں گے "تم تو ایک وسق (یہ ایک پیمانہ ہے) یا دو وسق کے بدلے رہن رکھے گئے تھے"۔ کعب بن اشرف یہودی کہنے لگا پھر کون سی چیز تم میرے پاس رہن رکھو گے؟۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی فرمانے لگے: ہم تیرے پاس اسلحہ رہن رکھتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: پھر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے اسلحہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ پھر وہ رات کے وقت اس کے پاس گئے اس حال میں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کعب بن اشرف یہودی کا رضاعی بھائی ابو نائلہ بھی شریک تھے۔

ابو نائلہ نے اس کو قلعہ سے باہر آنے کے لیے بلایا، کعب بن اشرف یہودی

ان کے پاس آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا اس وقت کہاں جا رہا ہے؟ کعب بن اشرف یہودی جواب میں اپنی بیوی کو کہنے لگا: محمد بن مسلمہ اور اپنے بھائی ابونائلہ کو ملنے جا رہا ہوں۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا:

إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعْرِهٖ فَأَشُمُّهٗ ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي أَثْبَتُّ يَدِي فَدُونَكُمْ

جب وہ میرے پاس آئے گا تو میں اس کے سامنے شعر پڑھوں گا پھر میں اس کو سونگھوں گا بعد ازاں میں تمہیں سونگھوں گا پھر جب تم مجھے دیکھ لو کہ میں نے اپنا ہاتھ اس (کی گردن) پر جما لیا ہے تو تم اس پر حملہ کر دینا۔

راوی کہتے ہیں: پھر وہ تلوار گردن میں لٹکائے ہوئے ان کی طرف اترا اس حال میں کہ اس کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کو کہنے لگے:

مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيْحًا أَيْ أَطْيَبَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهٗ ثُمَّ شَمَّ أَصْحَابَهٗ ثُمَّ قَالَ أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ

میں نے جیسی آج خوشبو دیکھی ہے (سونگھی ہے) اس سے زیادہ پاکیزہ اور عمدہ کوئی خوشبو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تیرا سر سونگھ لوں؟

دُونَكُمْ فَضَرَبُوْهُ فَقَتَلُوْهُ فَأَتَوا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ فَأَخْبَرُوْهُ

اس نے کہا ہاں ۔تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر سونگھا ۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کا سر سونگھا ۔ پھر اسے فرمایا : کیا مجھے اجازت ہے ؟اس نے کہا ہاں ۔پھر جب آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنے ہاتھ کو مضبوط کر لیا اور خوب جما لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اس پر حملہ کر دو ۔تو انھوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان سب نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو سارے واقعہ کی تفصیلات بتائیں۔

فائدہ:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی (ت:۴۵۸ھ) اور امام واقدی (ت:۲۰۷)رحمہما اللہ نے ان اصحاب کے اسماء مبارکہ ذکر فرمائے ہیں، جنہوں نے سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر کعب بن اشرف یہودی لعین کو قتل کیا تھا۔

ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت سلکان بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابو نائلہ تھی اور ان کا تعلق قبیلہ بنو عبدالاشہل سے تھا اور کعب بن اشرف لعین کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

حضرت عبادہ بن بشیر بن وقش رضی اللہ عنہ، ان کا تعلق بھی مذکورہ قبیلہ سے تھا۔

حضرت ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ، ان کا تعلق قبیلہ بنو حارثہ سے تھا۔

امام ابن ہشام، امام واقدی اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے حدیث مذکور کے بعد ان الفاظ مبارکہ کا ذکر فرمایا ہے:

اِنَّ الْحَارِثَ بْنَ اَوْسٍ اَصَابَهٗ بَعْضُ اَسْيَافِهِمْ فَجُرِحَ فِيْ رَأْسِهٖ وَرِجْلِهٖ قَالُوْا فَاحْتَمَلْنَاهُ فَجِئْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِلَيْنَا فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَتْلِ عَدُوِّ اللهِ فَتَفَلَ عَلٰى جُرْحِ صَاحِبِنَا فَرَجَعْنَا اِلٰى اَهْلِنَا

حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو اپنے کسی ساتھی کی تلوار لگ گئی جس سے ان کے سر اور پاؤں میں زخم آ گئے، ان اصحاب علیہم الرضوان نے فرمایا: پھر ہم ان کو اُٹھا کر رات کے آخری حصہ میں حضور سید عالم ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے اس حال میں کہ آقا کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ پھر سیدنا رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائے ہم نے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے دشمن (کعب بن اشرف لعین) کے قتل کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے اپنے دہن اقدس سے لعاب شریف ہمارے ساتھی کے زخم والی جگہ پر لگایا۔ پھر ہم اپنے اہل خانہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۱۹۹، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

امام واقدی رحمہ اللہ کی روایت:۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (ت:۴۵۸ھ) لکھتے ہیں: امام واقدی (ت:۲۰۷ھ) نے اس واقعہ کو متعدد اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس میں درج ذیل الفاظ مذکور ہیں:

فَتَفَلَ عَلٰی جُرْحِهٖ فَلَمْ یُؤْذِهَا

تو آپ ﷺ نے ہمارے اس ساتھی کے زخم پر لعاب اقدس لگایا جس سے ان کی تکلیف فوری طور پر ختم ہوگئی۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث ۴۰۴۰۔ طبع بیروت)

دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۱۹۹۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج ۹ ص ۹۹۔ طبع دار طیبہ الریاض)

فائدہ:

حافظ العصر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت:۸۵۲) لکھتے ہیں:

وَفِیْ مُرْسَلِ عِکْرِمَةَ فَبَزَقَ فِیْهَا ثُمَّ اَلْصَقَهَا فَالْتَئَمَتْ

اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس زخم والی جگہ پر لعاب اطہر لگا کر اس کو چمٹا دیا تو وہ زخم فوراً ابھر گیا اور ٹھیک ہوگیا۔

(فتح الباری بشرح البخاری: ج ۹ ص ۱۰۰۔ طبع دار طیبہ الریاض)

بابِ مدینۃ العلم سیدنا مولا علی کرم اللہ وجھہ الکریم

کی چشمانِ مبارک میں لعاب نبوی ﷺ کی حیرت انگیز تاثیر:۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوہ خیبر والے دن حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هٰذَا الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

کل میں یہ جھنڈا ایسے مرد کامل کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ عزوجل فتح عطا فرمائے گا اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر لوگوں نے اس غور وخوض میں رات گزاری کہ کس خوش نصیب شخص کو یہ جھنڈا عطا کیا جائے گا۔ سو جب صبح ہوئی تو لوگ سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صبح صبح حاضر ہوئے اور سب یہ آرزو لئے ہوئے تھے کہ یہ جھنڈا مجھے عطا کیا جائے گا۔ تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ رَجُلٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فى عينيه ودعا له فبرأ حتى كان لم يكن به وجع فاعطاه الراية

علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ان کی چشمان مبارک میں تکلیف ہے۔ راوی نے کہا لوگ ان کو بلا کر لے آئے۔ پھر سید عالم ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی وہ

فوراً ٹھیک ہو گئے حتّٰی کہ ایسا لگتا تھا گویا کبھی ان کو (آنکھوں میں) تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی :یارسول اللہ ﷺ کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ ہماری مثل (مومن ومسلم) ہو جائیں؟ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ادعهم الى الاسلام واخبرهم بما يجب عليهم من حق الله فيه فوالله لان يهدى الله بك رجلا واحداً خيرلك من ان يكون لك حمر النعم

تم ان کو دین اسلام کی طرف بلاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ان حقوق کی خبر دو جو ان پر اللہ عزوجل کی طرف سے واجب ہیں۔ سنئے اللہ کی قسم اگر تمہارے صدقے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو (دین اسلام کی) ہدایت عطا فرما دے تو تمہارا یہ عمل یقیناً تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۴ص ۲۰۵۔طبع دار الکتب بیروت لبنان)

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں درج ذیل الفاظ منقول ہیں:۔

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : پھر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف ایک قاصد آپ رضی اللہ عنہ کو

بلانے کے لئے بھیجا۔

وَهُوَ اَرْمَدُ فَقَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قال فجئت به اقوده قال فبصق رسول الله ﷺ فی عینیه فبرأ فاعطاه الرأية

حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کی چشمان مبارک میں تکلیف تھی ۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج میں جھنڈا ایسے عظیم شخص کو عطا کروں گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ عزوجل اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں ۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کردیا،تو حضور سید عالم ﷺ نے ان کی چشمان مبارک میں لعاب شریف ڈالا وہ فوراً ٹھیک ہو گئے پھر ان کو جھنڈا عطا فرمادیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۴ص۲۰۹۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے منقول ایک اور روایت کا ذکر:۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (ت:۴۵۸ھ) رقمطراز ہیں:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّ بْنَ اَبِيْ
طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ
اَرْمَدُ فَتَفَلَ فِيْ عَيْنِهٖ وَقَالَ خُذْ
هٰذِهِ الرَّايَةَ فَامْضِ بِهَا حَتّٰى يَفْتَحَ
اللّٰهُ عَلَيْكَ فَخَرَجَ بِهَا وَاللّٰهِ يَأْنَحُ
يَقُوْلُ يُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً وَاِنَّا لَخَلْفَهٗ
نَتَّبِعُ اِثْرَهٗ حَتّٰى رَكَزَ رَايَتَهٗ فِيْ
رَضْمٍ مِنْ حِجَارَةٍ تَحْتَ الْحِصْنِ فَا
طَّلَعَ اِلَيْهِ يَهُوْدِيٌّ مِنْ رَأْسِ الْحِصْنِ
فَقَالَ مَنْ اَنْتَ؟ قال انا علي بن ابي
طالب

پھر حضور سید عالم ﷺ نے سیدنا علی بن
ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ ان دنوں
آپ رضی اللہ عنہ کو آنکھوں میں شدید تکلیف
تھی، سو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں
میں لعاب شریف ڈالا اور فرمایا اس جھنڈا
کو لے کر چلئے یہاں تک کہ اللہ عزوجل
تمہارے ہاتھ پر فتح عطا فرما دے گا۔
پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس جھنڈے کو لے کر
نکلے خدا کی قسم وہ تھوڑے سے بوجھل
تھے۔ فرماتے ہیں وہ تیزی کے ساتھ
بھاگتے جا رہے تھے اور ہم آپ کے پیچھے
پیچھے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ
رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے نیچے ایک مضبوط پتھر
میں آپ نے جھنڈے کو گاڑ دیا، اسی
دوران قلعہ کی چھت سے ایک یہودی
نے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف جھانکتے ہوئے
کہا کون ہو تم؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
میں علی بن ابی طالب ہوں (رضی اللہ عنہ)۔

پھر سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نہ لوٹے یہاں تک کہ خالق کائنات نے ان کے ہاتھوں پر فتح و نصرت عطا فرمادی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۲۱۰۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل کلمات طیبہ منقول ہیں:

امام بیہقی رحمہ اللہ (ت: ۴۵۸ھ) رقمطراز ہیں:

فَدَعَا عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ وَهُوَ يَشْتَكِي عَيْنَهُ فَمَسَحَهَا ثُمَّ دَفَعَ اِلَيْهِ اللِّوَاءَ فَفُتِحَ

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا دراں حالیکہ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھ مبارک میں تکلیف تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اس آنکھ شریف پر دست مبارک پھیرا (وہ فوراً ٹھیک ہو گئی) پھر جھنڈا ان کے حوالے فرمایا اور فتح و نصرت حاصل ہوگئی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۲۱۰۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل الفاظ بھی منقول ہیں:۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (ت: ۴۵۸ھ) لکھتے ہیں:

فَاَصْبَحَ وَجَاءَ عَلِيٌّ عَلٰى بَعِيْرٍ لَهُ حَتّٰى اَنَاخَ قَرِيْبًا وَهُوَ اَرْمَدُ قَدْ عَصَبَ عَيْنَهُ بِشِقَّةِ بُرْدٍ قَطَرِيٍّ فَقَالَ

صبح کے وقت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے اُونٹ شریف پر بیٹھ کر تشریف لائے، قریب والی جگہ اُونٹ کو بٹھایا اس

رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ مَا لَكَ؟ قَالَ
رَمِدْتُّ بَعْدَكَ قَالَ اُدْنُ مِنِّی
فَتَفَلَ فِیْ عَیْنَیْهِ فَمَا وَجِعَهَا حَتّٰی
مَضٰی لِسَبِیْلِهٖ ثُمَّ اَعْطَاهُ الرَّایَةَ
فَنَهَضَ بِالرَّایَةِ وَعَلَیْهِ جُبَّةُ اُرْ
جُوَانٍ حَمْرَاءَ قَدْ اُخْرِجَ خَمْلُهَا

حال میں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی چشمان
مبارک میں تکلیف تھی اور آپ رضی اللہ عنہ
نے قطری چادر کے کنارے سے اپنی آنکھ
شریف پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔ سیدنا رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ عرض گزار
ہوئے: آپ ﷺ کے بعد (ملاقات وغیرہ)
میری آنکھوں میں تکلیف ہوگئی۔ آپ ﷺ
نے ارشاد فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ۔ پھر
آپ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب شریف
ڈالا تو فوری طور پر آنکھ کا درد ختم ہو گیا یہاں تک
کہ جہاد کے لئے روانہ ہو گئے۔ پھر آپ
ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا
فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ جھنڈا لے کر اُٹھے اس
حال میں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم انور پر سرخ اُرْ
جُوان (سرخ رنگ کے کپڑے ہی کو کہا جاتا
ہے) کا جُبّہ شریف تھا اور اس کے اوپر کپڑے کا
رُواں (روئی دار کپڑا) نکلا ہوا تھا

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۴ ص۲۱۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

فائدہ:

امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (ت:۷۴۷ھ) نے امام حاکم رحمہ اللہ کی موافقت کرتے ہوئے فرمایا: اس حدیث مبارک کی سند صحیح ہے اور شیخین رحمہما اللہ نے اس کی تخریج نہیں فرمائی۔

(تلخیص المستدرک للحاکم للذہبی: ج۳ ص۳۷۔ طبع حلب)

باب مدینۃ العلم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دلکش فرمان مبارک:۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (ت:۴۵۸ھ) رقمطراز ہیں: سیدہ اُم موسٰی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا رَمِدْتُ وَلَا صُدِّعْتُ مُنْذُ دَفَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الرَّایَۃَ یَوْمَ خَیْبَرَ

جب سے خیبر والے دن سیدنا رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھنڈا عطا فرمایا، اس دن سے نہ کبھی مجھے آنکھوں میں تکلیف ہوئی ہے (کیونکہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضور سرور عالم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن شریف لگایا تھا) اور نہ کبھی میرے سر میں درد ہوا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۴ ص۲۱۳۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی: ج۹ ص۱۲۲۔ طبع دار الکتاب العربی بیروت)

فائدہ:۔

علامہ نورالدین ہیثمی رحمہ اللہ (ت:۸۰۷ھ) فرماتے ہیں:

رواہ ابو یعلی واحمد باختصار ورجالھما رجال الصحیح غیر ام موسٰی وحدیثھا مستقیم

اس حدیث کو امام ابویعلیٰ اور امام احمد رحمہما اللہ نے اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے اور ان کے راوی صحیح کے راوی ہیں، سوائے اُم موسیٰ کے اور ان کی حدیث بھی مستقیم (درست) ہے۔

(ایضاً =)

لعاب نبوی ﷺ کی برکات سے "تبوک" کا چشمہ تیز فوارے کی طرح جاری ہو گیا:۔

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ہم غزوہ تبوک والے سال سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گئے۔ آپ ﷺ نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے، چنانچہ آپ ﷺ ظہر اور عصر کو ایک ساتھ اور مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھتے تھے یہاں تک کہ ایک دن آپ ﷺ نے نمازوں کو مؤخر فرمادیا، پھر تشریف لا کر ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھائی، پھر تشریف لے گئے، پھر اس کے بعد باہر تشریف لا کر مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھائی۔ پھر ارشاد فرمایا:

اِنَّکُمْ سَتَاْتُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَیْنَ تَبُوْكَ وَاِنَّکُمْ لَنْ تَاْتُوْھَا حَتّٰی یَضْحَی النَّھَارُ فَمَنْ جَاءَھَا مِنْکُمْ فَلَا یَمَسَّ مِنْ مَّآئِھَا شَیْئًا حَتّٰی اٰتِیَ۔	انشاء اللہ کل تم تبوک کے چشمہ کے پاس پہنچ جاؤ گے اور بلا شبہ ہرگز تم تبوک کے چشمہ کے پاس نہیں پہنچو گے حتیٰ کہ دن چڑھ چکا ہوگا، لہٰذا تم میں سے جو شخص اس چشمہ کے پاس پہنچ جائے تو وہ اس کے پانی کو بالکل ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس کنویں کے پاس جب پہنچے تو ہم سے پہلے دو شخص وہاں پہنچ چکے تھے اور چشمہ کا پانی جوتے کے تسمہ کے برابر تھا اور انتہائی آہستگی کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا:

هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَّآئِھَا شَیْئًا	کیا تم نے اس کنویں کے پانی کو چھوا ہے؟

ان دونوں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور جتنا اللہ نے چاہا فرماتے رہے۔

راوی کہتے ہیں:

ثُمَّ غَرَفُوْا بِاَیْدِیْھِمْ مِنَ الْعَیْنِ قَلِیْلًا قَلِیْلًا حَتّٰی اجْتَمَعَ فِیْ شَیْءٍ	پھر لوگوں نے چشمہ سے تھوڑا تھوڑا پانی اپنے ہاتھوں میں جمع کر لیا یہاں تک کہ وہ ایک شی میں جمع کر لیا گیا۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْهِ يَدَيْهِ وَجْهَهٗ ثُمَّ اَعَادَهٗ فِيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ حَتّٰى اِسْتَقَى النَّاسُ

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس برتن میں اپنے مبارک ہاتھوں اور چہرۂ اقدس کو دھویا پھر وہ دھوون اس کنویں میں ڈال دیا، فوراً وہ چشمہ تیزی کے ساتھ جوش مارنے لگا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اس چشمہ سے خوب سیر ہو کر پانی پیا (اور مویشیوں کو بھی پلایا)

پھر حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

يُوْشِكُ يَامَعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا

اے معاذ! اگر تمہاری زندگی طویل ہوئی تو تم دیکھو گے یہی پانی کئی باغات کو سیراب کرے گا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۵ ص ۲۳۶۔ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(صحیح مسلم: رقم الحدیث ۲۲۸۱ (الرقم المسلسل) مع اکمال العلم۔ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۳۔ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

امام بیہقی رحمہ اللہ (ت:۴۵۸ھ)

کے روایت کردہ الفاظ مبارکہ:۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حدیث مذکور کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَرَوَيْنَا زِيَادَةَ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ بِمَضْمَضَةٍ فِيهَا عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ هِيَ كَذَالِكَ حَتّٰى السَّاعَةِ

اور ہم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اس چشمہ کا پانی زائد اس لئے ہوا تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں کلی شریف فرمائی تھی اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ چشمہ تا حال اسی طرح جاری و ساری ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۵ ص ۲۳۷۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زخم پر لُعابِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیرت انگیز اثر:۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک دن جہاد میں زخم لگے اور آپ رضی اللہ عنہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے پر سوار تھے، حضرت عبد الرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رب ذوالجلال نے کفار کو شکست دے دی اور اہل اسلام اپنی رہائش گاہوں کی طرف واپس لوٹ آئے، تو میں نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ

ﷺ مسلمانوں کی رہائش گاہوں کے پاس چل رہے تھے اور ساتھ فرمار ہے تھے:

مَنْ یَّدُلُّنِیْ عَلٰی رَحْلِ خَالِدِبْنِ الْوَلِیْدِ؟ — خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ پر مجھے کون لے چلے گا؟

حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے آگے آگے چلنے لگا اور اُن دنوں میں مَیں بالغ تھا اور میں بھی ساتھ ساتھ یہ کہتا جا رہا تھا ''خالد بن ولید کی قیام گاہ پر ہمیں کون لے جائے گا''؟

حَتّٰی تَخَلَّلْنَا عَلٰی رَحْلِهٖ فَاِذَا خَالِدٌ مُسْتَنِدٌ اِلٰی مُؤْخَرَةِ رَحْلِهٖ فَنَفَثَ عَلٰی جُرْحِهٖ فَبَرَأَ — یہاں تک کہ ہم ان کی قیام گاہ تک پہنچ گئے تو ہم نے دیکھا کہ (سیدنا) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) اپنے کجاوے کے پچھلے حصہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں، سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ان کے زخم پر لعاب اقدس لگایا تو وہ فی الفور ٹھیک ہو گئے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل: رقم ۱۹۰۸۱ ج ۳۱ ص ۴۳۱۔ طبع الرسالۃ العالمیۃ بیروت)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۵ ص ۱۳۹۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(مسند ابوعوانہ: ج ۴ ص ۲۰۳۔ طبع بیروت)

(الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم: رقم ۶۳۹۔ طبع بیروت)

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج ۸ ص ۳۱۹۔ طبع دار النوادر بیروت)

(المصنف لعبدالرزاق: رقم ۹۷۴۱۔ طبع المکتب الاسلامی بیروت)

(مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام للمراکشی: ص ۱۵۲۔ طبع النوریہ الرضویہ لاہور)

لُعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے
حضرت علی بن حکم رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی کلائی ٹھیک ہوگئی۔

امام ابو عبداللہ محمد بن موسیٰ المزالی المراکشی رحمہ اللہ (ت: ۶۸۳ھ) رقمطراز ہیں:

وَ كَذَالِكَ نَفَثَ عَلَى سَاعِدِ عَلِيّ بْنِ الْحَكَمِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ لَمَّا انْكَسَرَتْ فَبَرِئَ مَكَانَهُ وَمَا نَزَلَ عَنْ فَرَسِهِ

اور اسی طرح غزوہ خندق والے دن سیدنا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن حکم رضی اللہ عنہ کی کلائی پر جب وہ ٹوٹ گئی تھی، لعاب دہن شریف لگایا تو وہ فی الفور ٹھیک ہوگئی اور وہ گھوڑے سے بھی نہیں اُترے۔

(مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام للمراکشی: ص ۱۵۲۔ طبع النوریہ الرضویہ لاہور)

فائدہ:

امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ (ت: ۴۵۸ھ) نے بھی اس روایت کو الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

اُنظر:۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۱۸۵۔ طبع۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

نیز دیکھئے (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی: ج ۶ ص ۱۳۴۔ طبع دار الکتاب العربی بیروت)

لعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے

ایک شخص کے پاؤں کا خطرناک زخم بالکل صحیح ہوگیا:۔

حضرت محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک ایسے شخص کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں لایا گیا جس کے پاؤں میں زخم تھا، بڑے بڑے طبیب اس کے علاج سے عاجز آگئے تھے۔

تو حضور سید عالم ﷺ نے اپنی انگلی شریف اپنی تھوک مبارک پر رکھی پھر خنصر (چھوٹی) انگلی شریف کا کنارہ اٹھایا پھر اپنی انگلی شریف کو مٹی پر رکھا، پھر اس کو اُٹھایا اور اس کو (اس شخص کے) زخم پر رکھا پھر آپ ﷺ نے یہ کلمات طیبات پڑھے

"بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ رِيقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ أَرْضِنَا يَشْفِي سَقِيمَنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا"

فَوَضَعَ إِصْبَعَهُ عَلٰى رِيقِهٖ ثُمَّ رَفَعَ طَرَفَ الْخِنصِرِ فَوَضَعَ إِصْبَعَهُ عَلٰى التُّرَابِ ثُمَّ رَفَعَهَا فَوَضَعَهَا عَلٰى الْقُرْحَةِ ثُمَّ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ رِيقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَةِ أَرْضِنَا يَشْفِي سَقِيمَنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۱۷۰۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

جس ڈول سے حضور سید عالم ﷺ پانی نوش فرماتے یا جس میں کلی کر کے ڈالتے تو اس ڈول سے کستوری سے زیادہ عُمدہ خوشبو مہکنے لگ جاتی:۔

حضرت عبد الجبار بن وائل الحضرمی اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں

انہوں نے فرمایا:

رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ تَمَضْمَضَ مِنْ دَلْوٍ مَجَّ فِیْهِ مِسْكًا اَوْ اَطْیَبَ مِنْ مِّسْكٍ

میں نے حضور سید عالم ﷺ کو دیکھا کہ آپ کسی ڈول سے کلی فرماتے تو ایسے لگتا جیسے اس برتن میں آپ ﷺ نے کستوری یا کستوری سے زیادہ عمدہ کلی فرمادی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج٦ص٦٩۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لُعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کا زخم فی الفور ٹھیک ہو گیا:۔

حضرت یزید بن ابو عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَیْتُ اَثَرَ ضَرْبَۃٍ فِیْ سَاقِ سَلَمَۃَ فَقُلْتُ یَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا ھٰذِہِ الضَّرْبَۃُ فَقَالَ ھٰذِہٖ ضَرْبَۃٌ اَصَابَتْنِیْ یَوْمَ خَیْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِیْبَ سَلَمَۃُ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَنَفَثَ فِیْہِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَکَیْتُھَا حتّٰی السَّاعَۃِ

میں نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی مبارک میں ضرب (چوٹ) کا نشان دیکھا تو میں نے کہا اے ابو سلمہ یہ چوٹ کیسی ہے؟ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا :غزوہ خیبر میں یہ چوٹ مجھے لگی تھی، لوگوں نے کہا سلمہ زخمی ہو گیا۔ پھر میں آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا پس آپ ﷺ نے اس جگہ پر تین مرتبہ لعاب دہن شریف لگایا اور اس دن سے ابھی تک مجھے اس میں کوئی تکلیف محسوس تک نہیں ہوئی۔

(صحیح البخاری: رقم الحدیث: ۴۲۰۶۔ طبع بیروت)

(مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام للمراکشی: ص ۱۵۱۔ طبع۔ مکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۲۵۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضور سرور عالم ﷺ کے لعابِ دہن شریف کی برکت سے حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کا جلا ہوا ہاتھ ٹھیک ہو گیا:۔

حضرت سماک بن بن حرب رحمہ اللہ کا بیان ہے:

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے میری والدہ اُم جمیل رضی اللہ عنہا نے بتایا وہ مجھے سرزمین حبشہ سے لے کر آئی تھیں، یہاں تک کہ جب ایک یا دو رات کی مسافت پر وہ پہنچیں۔

(میری والدہ ماجدہ فرماتی ہیں) میں نے تمہارے لئے آگ پر کوئی چیز پکانا شروع کی لیکن لکڑیاں ختم ہو گئیں، سو میں لکڑیاں ڈھونڈنے چلی گئی ادھر تم نے ہانڈی کو پکڑ لیا اور وہ گرم ہانڈی تمہارے بازو پر گر پڑی۔ پھر میں تجھے لے کر مدینہ طیبہ پہنچی اور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: یہ میرا بیٹا محمد بن حاطب ہے اور یہ وہ پہلا بچہ ہے جس کا نام جناب کے نام پر ہے۔

فمسح علی رأسك ودعا بالبركة ثم تفل فی فیك وجعل یتفل یدیك وهو یقول اذهب البأس رب الناس اشف انت الشافی لاشفاء الا شفاءك شفاء لایغادر سقما

تو آپ ﷺ نے تمہارے سر پر دست مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی پھر تمہارے منہ میں لعاب اقدس ڈالا اور تمہارے (جلے ہوئے) دونوں ہاتھوں پر لعاب دہن ڈالتے ہوئے فرما رہے تھے (اے لوگوں کے پروردگار اس تکلیف کو ختم فرما اور شفا عطا فرما، یقیناً تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں (اس کو ایسی) شفا عطا فرما کہ بیماری جڑ سے ختم ہو جائے)

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کی والدہ کا بیان ہے:

فما قمت بك من عنده حتی برئت یدك

اے میرے بیٹے! میں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس سے ابھی تمہیں لے کر اٹھی نہیں تھی کہ تمہارے دونوں ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکے تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۱۷۵۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

قُباء میں ایک کنواں

رسالت مآب ﷺ کے لُعاب شریف ڈالنے کی برکت سے میٹھا ہو گیا:۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اہل قُباء کے پاس تشریف لائے اور ان سے وہاں موجود کنویں کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس کنویں کی نشاندہی کرائی تو آپ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

لَقَدْ كَانَتْ هٰذِهٖ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْضَحُ عَلٰى حِمَارِهٖ فَيَنْزِحُ فَنَسْتَخْرِجُ جُهَالَهُ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِذَنُوْبِهِمْ فَسُقِيَ فَاِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ تَوَضَّاَ مِنْهُ اَوْ تَفَلَ فِيْهِ ثُمَّ اَمَرَ بِهٖ فَاُعِيْدَ فِي الْبِئْرِ قَالَ فَمَا نُزِحَتْ بَعْدُ

یقیناً یہی وہ کنواں ہے ایک شخص اپنے گدھے پر پانی لاد کر لے جاتا تھا وہ ڈول کھینچتا تھا اور ہم اس کے لئے اس کو نکالتے تھے، بعد ازاں حضور رسالت مآب ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ایک ڈول پانی کھینچنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یا پھر آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا، یا اس میں لعاب دہن شریف ڈالا،

پھر اس پانی کو واپس کنویں میں ڈالنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بعد ازاں اس سے پانی کھینچا نہیں جاتا تھا (بلکہ از خود بہتا تھا)۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد میں نے آپ کو دیکھا آپ نے قضائے حاجت فرمائی، پھر اس کنویں کے پاس تشریف لا کر وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا پھر نماز ادا فرمائی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی :ج۶ص ۱۳۶۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ پر
لُعابِ نبوی ﷺ کی برکت کی حیرت انگیز تاثیر:۔

حضرت سیدنا ابو عبیدہ نحوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سیدنا عامر بن کریز رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے (حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ) کو لے کر کاشانۂ نبوت علی صاحبها الف الف صلاۃ میں حاضر ہوئے ،اس وقت ان کے بیٹے کی عمر پانچ یا چھ سال تھی:

فَتَفَلَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ فِیْهِ فَجَعَلَ
یَزْدَرِدُ رِیْقَ النَّبِیِّ ﷺ وَیَتَلَمَّظُ
فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ ابْنَكَ هٰذَا
مُسْتَقٰی قَالَ فَكَانَ یُقَالُ لَوْ اَنَّ
عَبْدَ اللّٰهِ قَدَحَ حَجَرًا اَمَاهَهٗ یَعْنِی
یُخْرِجُ مِنَ الْحَجَرِ الْمَاءَ مِنْ بَرَكَتِهٖ

سو حضور سرور عالم ﷺ نے ان کے منہ میں
اپنا لعابِ دہن شریف ڈالا تو وہ جلدی جلدی
رسول اللہ ﷺ کے لعاب شریف کو نگلنے
لگے اور زبان نکال کر ہونٹوں کو چوسنے لگے
اور لذت لینے لگے، یہ دیکھ کر حضور ﷺ
نے ارشاد فرمایا: (کیا) تمہارا بیٹا پیاسا ہے؟
راوی کہتے ہیں کہا جاتا تھا اگر سیدنا عبداللہ
بن عامر رضی اللہ عنہ پتھر پر تیر مارتے (چقماق
سے آگ نکالتے) تو پتھر سے پانی نکال
مارتے (یا پتھر کو پگھلا کر رکھ دیتے) یعنی
(سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے اندر رسول
اللہ ﷺ کے لعاب شریف کی برکت موجود
تھی، جس کی وجہ سے وہ زبردست قوت
والے ہو گئے اور اسی کی) برکت سے پتھر
سے پانی نکال دیتے تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۲۲۵۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(استجلاب ارتقاء الغرف بحب اقرباء الرسول وذوی الشرف للامام السخاوی: ص ۱۱۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضور سید عالم ﷺ کے لُعاب شریف کی برکت سے

حضرت خُبیب بن اِساف رضی اللہ عنہ کا شدید زخمی کندھا ٹھیک ہو گیا:۔

سیدنا خُبیب بن عبد الرحمن بن خُبیب رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک غزوہ میں سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں مَیں اور میرے ساتھ میری قوم کا ایک شخص تھا ہم حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کی ہم آپ کے ساتھ جہاد پر جانا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ ہم نے گزارش کی نہیں۔ یہ سن کر حضور خاتم المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَإِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِالْمُشْرِكِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ فَأَسْلَمْتُ وَشَهِدْتُّ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَصَابَتْنِي ضَرْبَةٌ عَلَى عَاتِقِي فَجَافَتْنِي فَتَعَلَّقَتْ يَدِي فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَتَفَلَ فِيهَا وَأَلْزَقَهَا فَالْتَأَمَتْ وَبَرِأَتْ وَقَتَلْتُ الَّذِي ضَرَبَنِي ثُمَّ تَزَوَّجْتُ ابْنَةَ الَّذِي ضَرَبْتُهُ فَقَتَلْتُهُ وَحَدَّثَتْنِي فَكَانَتْ تَقُولُ لَا عَدِمْتُ رَجُلًا وَشَّحَكَ هٰذَا الْوِشَاحَ فَأَقُولُ لَا عَدِمْتِ رَجُلًا عَجَّلَ أَبَاكِ إِلَى النَّارِ"

(ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیتے، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اسلام قبول کر لیا اور میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شامل ہو گیا پھر میرا کندھا شدید زخمی ہو گیا اور اس نے مجھے بہت زیادہ تنگ کیا میں نے اپنے ہاتھ سے اسے چمٹا دیا، پھر میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دھن شریف لگایا اور اسے اپنی جگہ چپکا دیا،

پھر وہ زخم بھر گیا اور بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اور جس نے مجھے زخم لگایا تھا میں نے اسے قتل کر دیا، پھر جس کو میں نے مار مار کر قتل کر دیا تھا اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لی، اور وہ کہا کرتی تھی کاش! میں اس شخص سے محروم نہ ہوتی جس نے تجھے یہ ہار (زخم کا نشان) پہنایا ہے، یہ سن کر میں اسے کہتا کہ تو اس شخص سے محروم نہ ہو جس نے تیرے باپ کو جہنم میں جلدی دھکیل دیا۔)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۶ص۱۷۸۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(مسند الرویانی: رقم، ۱۴۶۹۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت عتبہ بن فرقد سلمی رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک سے لعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے نہایت عمدہ خوشبو:۔

حضرت حصین بن عبدالرحمٰن السلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت عتبہ بن فرقد السلمی رضی اللہ عنہ کی بیوی ام عاصم نے بیان کیا کہ ہم حضرت عتبہ کے پاس چار عورتیں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک کی بھر پور کوشش ہوتی کہ وہ دیگر عورتوں سے بہتر سے بہتر خوشبو استعمال کرے۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ خوشبو استعمال نہیں کرتے تھے، ہاں! سادہ سا تیل اپنی داڑھی کو لگا لیتے۔ مگر ان کے جسم سے بہت زیادہ خوشبو آتی تھی۔

”وَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى النَّاسِ قَالُوْا مَا شَمَمْنَا رِيْحًا أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ عُتْبَةَ فَقُلْتُ لَهُ يَوْمًا إِنَّا لَنَجْتَهِدُ فِي الطِّيْبِ وَلَأَنْتَ أَطْيَبُ رِيْحًا مِنَّا فَمِمَّ ذَالِكَ قَالَ أَخَذَنِي الشَّرٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَشَكَوْتُ ذَالِكَ إِلَيْهِ

فَأَمَرَنِي أَنْ أَتَجَرَّدَ فَتَجَرَّدْتُ وَقَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَلْقَيْتُ ثَوْبِي عَلَى فَرْجِي فَنَفَثَ فِي يَدِهِ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرِي وَبَطْنِي بِيَدَيْهِ فَعَبِقَ بِي هٰذَا الطِّيْبُ مِنْ يَوْمَئِذٍ ''

(اور جب وہ لوگوں کی طرف باہر نکلتے تو لوگ کہتے ہم نے عتبہ کی خوشبو سے بہتر خوشبو نہیں سونگھی۔ میں نے اُنہیں ایک دن کہا کہ ہم خوشبو لگانے میں بھرپور کوشش کرتی ہیں لیکن ہم میں سے سب سے زیادہ خوشبو آپ سے آتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: سیدنا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مجھے ایک جلد کی بیماری لگ گئی تھی، تو میں نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کو اس چیز کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے مجھے شرمگاہ والی جگہ کے علاوہ کپڑے اتارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ سو میں نے کپڑے اتار دیئے۔ مگر شرمگاہ والی جگہ پر کپڑے ڈال لئے اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، پھر آپ ﷺ نے اپنا لعابِ اقدس اپنے مبارک ہاتھوں میں ڈالا اور پھر اپنے مبارک ہاتھوں کو میری پشت اور میرے پیٹ پر مل دیا، سو اس دن سے یہ خوشبو میرے جسم سے مہکنے اور پھوٹنے لگی ہے۔)

(المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۱۷ص ۱۳۳ رقم: ۳۲۹۔ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

تنبیہ:۔

امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (ت: ۹۴۲ھ) نے لکھا ہے کہ حدیث مذکور کی سند جید ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ص ۳۶۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے

حضرت خُبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا زخمی کندھا پہلے سے بہتر ہو گیا:۔

حضرت خُبیب بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر والے دن حضرت خبیب ابن عدی رضی اللہ عنہ کو شدید ضرب لگی جس کی وجہ سے ان کا کندھا ایک جانب کو نیچے کی جانب جھک گیا۔

فَتَفَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَلَأَمَهُ وَرَدَّهُ فَانْطَبَقَ

پھر اس جگہ پر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے لعاب دھن لگایا اور اس زخم کو باندھ کر اس کندھے کو اپنی جگہ لوٹا دیا وہ پہلے کی طرح فِٹ ہو گیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۹۸۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

سید عالم ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ پہلے سے بھی بہتر ہوگئی:۔

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ (ت:۴۵۸ھ) رقمطراز ہیں:

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِنَّهُ أُصِيبَتْ عَيْنُهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَسَالَتْ حَدَقَتُهُ عَلَى وَجْنَتِهِ فَأَرَادُوا أَنْ يَقْطَعُوهَا فَسَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا فَدَعَاهُ فَغَمَزَ حَدَقَتَهُ بِرَاحَتِهِ فَكَانَ لَا يَدْرِي أَيَّ عَيْنَيْهِ أُصِيبَتْ

غزوہ بدر والے دن ان کی آنکھ زخمی ہوئی اور آنکھ کا ڈھیلا رخسار پر آگرا۔ لوگوں نے اس کو کاٹ کر آنکھ سے الگ کرنا چاہا، تو انھوں نے سیدنا رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ کرو۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں بلوایا اور اپنی ہتھیلی مبارک کے ساتھ ان کے آنکھ کے ڈھیلے کی طرف اشارہ کر کے اسے اپنی جگہ فٹ کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ان دو آنکھوں میں سے کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۳ص۱۰۰۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

نیز حافظ ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ (ت: ۴۵۸ھ) نے اپنی سند کے ساتھ مزید ان الفاظ کا ذکر بھی کیا ہے۔

رُمِيتُ بِسَهْمٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَفُقِئَتْ عَيْنِي فَبَصَقَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَدَعَالِي فَمَا آذَانِي مِنْهَا شَيْءٌ

غزوہ بدر والے دن مجھے تیر لگا اور اس نے میری آنکھ پھوڑ کر شگاف کر دیا، پھر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس میں لعاب شریف لگایا اور میرے لئے دعا فرمائی، لہٰذا اس میں سے کسی شئی نے مجھے تکلیف نہیں پہنچائی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۱۰۰۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

فائدہ:۔

بعض روایات میں درج ذیل الفاظ بھی منقول ہیں:

فَرَدَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ أَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا

پھر حضور سید عالم ﷺ نے آنکھ کے اس ڈھیلے کو اس کی جگہ لوٹا دیا سو وہ آنکھ دونوں آنکھوں سے زیادہ اچھی ہو گئی اور دونوں آنکھوں سے زیادہ تیز بینائی بھی اسی آنکھ کی ہو گئی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۲۵۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

بعض روایات میں یوں بھی منقول ہے:

ثُمَّ غَمَزَهَا بِرَاحَتِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْسُهُ جَمَالًا فَمَاتَ وَمَا يَدْرِيْ مَنْ لَقِيَهُ اَيَّ عَيْنَيْهِ اُصِيْبَتْ

پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک کے ساتھ ان کی آنکھ کے ڈھیلے کی طرف اشارہ کر کے اسے اپنی جگہ فٹ کر دیا اور یوں فرمایا: اے اللہ اس کو خوبصورتی عطا فرما، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک تک ان سے ملنے والا معلوم نہ کر سکتا تھا کہ ان کی دونوں آنکھوں میں سے کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۲۵۲۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

کچھ روایات میں یوں بھی منقول ہے:

فَرَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَوَتْ وَرَجَعَتْ وَكَانَتْ اَقْوٰى عَيْنَيْهِ وَاَصَحَّهُمَا بَعْدَ اَنْ كَبُرَ

پھر اس ڈھیلے کو اس کی جگہ لوٹا دیا جس کی وجہ سے وہ درست اور صحیح ہو کر اپنی جگہ لوٹ گئی اور دونوں آنکھوں میں سے یہ آنکھ زیادہ صحیح اور قوی ہو گئی تھی، حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۲۵۳۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

دیگر روایات میں بایں طور بھی منقول ہے:

فَجَاءَ بِهَا اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَرَدَّهَا فَاسْتَقَامَتْ

پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اپنی آنکھ کے اس ڈھیلے کو لے کر سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اس ڈھیلے کو اس کی اپنی جگہ لوٹا دیا سو وہ درست اور ٹھیک ہوگئی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ص ۲۵۳۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

رحمۃ للعالمین ﷺ کے لُعاب مبارک کی برکت سے

حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی رسولی کا نشان ختم ہوگیا:۔

حضرت مخلد بن عقبہ بن عبدالرحمن ابن شرحبیل الجعفی رضی اللہ اپنے جدِّ محترم حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے، وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میری ہتھیلی پر غدود یا رسولی نکلی ہوئی تھی، تو میں نے گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ! اس رسولی (یا غدود) نے مجھے شدید تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے، اس کی وجہ سے میں تلوار کا دستہ اور سواری کی لگام تھامنے سے بہت مشکل میں ہوں۔

یہ سن کر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُدْنُ مِنِّیْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ لِیْ اِفْتَحْ كَفَّكَ فَفَتَحْتُهَا ثُمَّ قَالَ اِقْبِضْهَا فَقَبَضْتُهَا ثُمَّ قَالَ اُدْنُ مِنِّیْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ اِفْتَحْهَا فَفَتَحْتُهَا فَنَفَثَ فِیْ كَفِّیْ وَوَضَعَ كَفَّهٗ عَلَى السِّلْعَةِ فَمَا زَالَ يَطْحَنُهَا بِكَفِّهٖ حَتّٰى رَفَعَهَا عَنْهَا وَمَا اَدْرِیْ اَيْنَ اَثَرُهَا

میرے قریب ہو جاؤ، سو میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنے ہاتھ کو کھولو، میں نے ہاتھ کھول دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: اس کو بند کرو میں نے اسے بند کر دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ، میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ پھر ارشاد فرمایا: اس کو کھولو، میں نے اپنے ہاتھ کو کھول دیا، پھر آپ ﷺ نے میری ہتھیلی پر لعاب دھن شریف لگایا اور اپنی ہتھیلی مبارک کو اس رسولی پر رکھ دیا، پھر کافی دیر تک اس کو اپنی ہتھیلی شریف میں لے کر رگڑتے رہے، یہاں تک کہ اپنی ہتھیلی شریف کو اس رسولی والی جگہ سے اٹھا لیا مجھے نہیں معلوم کہ اس کا اثر (نشان) کہاں تھا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۶ص۱۷۶۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج۱۰ص۲۱۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

فائدہ:۔

سبحان اللہ! حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے میری ہتھیلی کی رسولی والی جگہ سے اپنی ہتھیلی مبارک کو اٹھایا تو میری ہتھیلی کی رسولی والی جگہ اس طرح ہوگئی جس طرح جسم کا دوسرا حصہ تھا۔ یعنی درد تو دور کی بات ہے نشان بھی کلیۃً مٹ گیا۔ فافھم۔

تاجدارِ مدینہ ﷺ کے لعاب شریف کی برکت سے ایک شخص کی سفید چٹی آنکھیں بالکل صحیح ہوگئیں:۔

حضرت حبیب بن فُویک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں بالکل چٹی سفید ہو چکی تھیں اور دونوں آنکھوں سے انھیں کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا، حضور سید عالم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: کس وجہ سے تمہیں یہ تکلیف لاحق ہوئی؟ انہوں نے عرض کی:

”كُنْتُ أُمَرِّنُ جَمَلِي فَوَقَعَتْ رِجْلِي عَلَى بِيْضٍ فَأُصِيبَ بَصَرِي فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ عَيْنِهِ فَأَبْصَرَ فَرَأَيْتُهُ يُدْخِلُ الْخَيْطَ فِي الْإِبْرَةِ وَإِنَّهُ لَابْنُ ثَمَانِيْنَ وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَمُبْيَضَّتَانِ“

(میں اپنے اونٹ کو سہلا رہا تھا (اٹھنے، بیٹھنے، سامان لادنے اور اس کے علاوہ دیگر امور کے لئے اس کو عادی بنا رہا تھا) سو اسی دوران میرا پاؤں (سانپ کے) انڈے پر جا لگا جس کی وجہ سے میری بصارت جاتی رہی، تو حضور تاجدار مدینہ ﷺ

نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دھن شریف لگایا وہ فوراً دیکھنے لگ گئے (یعنی ان کی بینائی واپس لوٹ آئی) پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ سوئی میں دھاگہ خود ڈال لیتے تھے حالانکہ کہ اس وقت ان کی عمر اسی سال ہو چکی تھی، (اور اس سے پہلے) ان کی آنکھیں سفید چٹی ہو گئی تھیں)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۶ص ۱۷۳ ۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال للمتقی الھندی: (۳۵۳۸۶) ج۱۲ص ۳۶۹۔طبع حلب)

رسالت مآب ﷺ نے دہن اقدس میں طعام کا لقمہ لیتے ہی فوراً جان لیا کہ یہ گوشت مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی بکری کا ہے:۔

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ اپنے والد گرامی سے وہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ہم ایک جنازہ میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ میں نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ ایک قبر کے قریب کھڑے ہو کر قبر کھودنے والے کو ہدایت دیتے ہوئے فرما رہے تھے:

أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ — پاؤں والی جانب سے کشادہ کرو، سر والی جانب سے کشادہ کرو۔

پھر جب تدفین سے فارغ ہوئے ایک خاتون کی طرف سے قاصد آیا اور اس نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کھانے پر اپنا دست اقدس رکھا اور دیگر لوگوں نے بھی کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا ان سب نے کھانا کھایا۔

"فَنَظَرَ آبَاؤُنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَلُوْکُ لُقْمَۃً فِیْ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحْمَ شَاۃٍ اُخِذَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ اَھْلِھَا فَاَرْسَلَتِ الْمَرْاَۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَرْسَلْتُ اِلَی الْبَقِیْعِ تَشْتَرِیْ لِیْ شَاۃً فَلَمْ تُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰی جَارٍ لِیْ قَدِ اشْتَرٰی شَاۃً اَنْ اَرْسِلْ بِھَا اِلَیَّ بِثَمَنِھَا فَلَمْ یُوْجَدْ فَاَرْسَلَتْ اِلَیَّ بِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَطْعِمِیْہِ لِلْاُسَارٰی"

(ہمارے آباؤ اجداد (بڑوں) نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ لقمہ لے کر اپنے دھن مبارک میں چبارہے تھے، پھر فرمانے لگے میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کر رہا ہوں جس کو مالک کی اجازت کے بغیر پکڑا گیا ہے ۔پھر اس خاتون نے بایں لفظ پیغام کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے بقیع کی طرف ایک شخص کو بکری خریدنے کے لئے بھیجا تھا مگر بکری نہ مل سکی، پھر میں نے اپنے ایک پڑوسی کے پاس پیغام بھیجا کہ اس پڑوسی نے جو بکری خریدی ہوئی ہے وہ قیمتاً مجھے دے دے ۔مگر اس بکری کا مالک پڑوسی بھی نہ ملا۔ پھر میں نے اس پڑوسی کی بیوی کی طرف قاصد کو بھیجا تو اس نے بکری میری طرف بھیج دی ۔ یہ سن کر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۳۱۰ ۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تنبیہ:۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (ت: ۹۴۲ھ) لکھتے ہیں: اس حدیث مبارک کو امام احمد رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۵۳ ۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

فائدہ:۔

اگر ادنیٰ سا غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ آقا کریم ﷺ نے جوں ہی لقمہ دھن شریف میں رکھا تو فوراً آپ کو معلوم ہو گیا کہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔اس لئے فوراً کھانا ترک فرمادیا اور یہ آپ ﷺ کا عظیم معجزہ ہے۔فافھم۔ (کذا قالہ الامام البیہقی رحمہ اللہ)

(اس کی مزید تفصیل وتحقیق کے لئے اور خوبصورت نکات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

شرف المصطفیٰ ﷺ للخرکوشی: ج ۴ص ۲۹۲۔طبع دار البشائر الاسلامیہ)

سیدنا عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کا زخم لعاب نبوی ﷺ کی برکت سے فوراً تندرست ہو گیا:۔

امام موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ۔امام ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں،ان کا بیان ہے کہ تاجدارِ مدینہ ﷺ نے تیس سواروں کے ہمراہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو جہاد کے لئے روانہ فرمایا۔ان سواروں کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ بھی تھے اور سریہ یسیر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا گیا تھا۔یہاں تک کہ یہ حضرات خیبر کے مقام پر اس کے پاس پہنچ گئے اور ادھر جناب رسالت مآب ﷺ کو اطلاع ملی کہ یہ یہودی مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کے لئے قبیلہ غطفان کو جمع کر رہا ہے۔پھر یہ سریہ جب اس یہودی کے پاس پہنچا۔تو صحابہ کرام علیھم الرضوان نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَرْسَلَنَا إِلَيْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعْمِلُكَ عَلٰى خَيْبَرَ

ہمیں سیدنا رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف اس لئے بھیجا ہے تا کہ تجھے خیبر پر عامل کے طور پر مقرر فرمائیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان مسلسل اس عمل کے لئے اس سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ اس نے ان کی تابعداری کر لی، اس طرح کہ ان تیس مسلمان مردوں میں سے ہر ایک کے پیچھے اس یہودی کا ایک شخص سوار ہو گیا، یہاں تک کہ جب وہ ''قرقرہ ثبار'' کے مقام پر پہنچے (یہ مقام خیبر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے) تو اس یسیر یہودی نے حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کی تلوار کی طرف اپنا ہاتھ دراز کیا تو سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ فوراً سمجھ گئے۔ اس یسیر نامی یہودی نے اپنے اونٹ کو زوردار طریقہ سے ہانکا ، پھر وہ لوگوں کے رش میں گھس گیا، یہاں تک کہ جب وہ اچھی طرح سواری پر متمکن ہو گیا تو اس نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی ٹانگ شریف پر ضرب لگا کر اسے کاٹ دیا۔ اور پھر وہ یسیر یہودی قوم میں گھس گیا، اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں مڑے ہوئے سر کا ڈنڈا (کھونٹی) تھا، اس نے وہ ڈنڈا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر مارا اور اس کا اثر ان کے دماغ تک جا پہنچا۔ پھر مسلمانوں نے اپنی سواریوں کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہر یہودی کو قتل کر دیا۔ اور ان یہودیوں میں سے صرف ایک شخص بچ گیا اور مسلمانوں میں سے ایک بھی شہید نہ ہوا۔

امام ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَقَدِمُوا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَصَقَ فِیْ شَجَّةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَیْسٍ فَلَمْ تَقِحْ وَلَمْ تُؤْذِهٖ حَتّٰی مَاتَ

(بعدازاں) یہ سب لوگ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے سر والے زخم پر لُعاب دھن شریف لگایا، پس ان کے وصال شریف تک ان کے زخم میں نہ پیپ کی آمیزش ہوئی اور نہ اس زخم نے ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۲۹۴۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لُعاب نبوی ﷺ کستوری سے زیادہ خوشبودار:۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِدَلْوٍ فَمَضْمَضَ مِنْهُ فَمَجَّ فِیْهِ مِسْكًا اَوْ اَطْیَبَ مِنَ الْمِسْكِ

میں نے حضور سید عالم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک ڈول لایا گیا آپ ﷺ نے اس میں کلی فرمائی اور اس میں لعاب دھن شریف ڈالا جس سے کستوری بلکہ کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ خوشبو آنے لگی۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: ۶۵۹۔ طبع بیروت)

سیدنا محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ پر لُعاب نبوی ﷺ کی برکت کی حیرت انگیز تاثیر:۔

حضرت محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد حضرت ثابت بن قیس نے (اپنی بیوی) جمیلہ بنت عبداللہ کو طلاق دے دی، دراں حالیکہ وہ حاملہ تھیں (یعنی حضرت محمد بن ثابت ان کے شکم انور میں تھے) جب انہوں نے بچہ کو جنم دے دیا تو انہوں نے یہ قسم کھائی کہ وہ اس بچہ کو اپنا دودھ نہیں پلائیں گی۔

"فَدَعَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَزَقَ فِیْ فِیْهِ فَحَنَّكَهٗ بِتَمْرِ عَجْوَةٍ وَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا وَقَالَ اِخْتَلِفْ بِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ رَازِقُهٗ فَاَتَیْتُهُ الْیَوْمَ الْاَوَّلَ وَالثَّانِیَ وَالثَّالِثَ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ تَسْاَلُ عَنْ ثَابِتِ ابْنِ قَیْسٍ فَقُلْتُ لَهَا مَا تُرِیْدِیْنَ مِنْهُ؟ اَنَا ثَابِتٌ فَقَالَتْ رَاَیْتُ فِیْ مَنَامِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ كَاَنِّیْ اُرْضِعُ اِبْنًا لَهٗ یُقَالُ لَهٗ مُحَمَّدٌ فَقَالَ فَاَنَا ثَابِتٌ وَهٰذَا اِبْنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ وَاِذَا دِرْعُهَا یَنْعَصِرُ مِنْ لَبَنِهَا"

(پھر حضور سید عالم ﷺ نے اس بچہ کو بلوایا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈالا اور عجوہ کھجور کے ساتھ اس کو گھٹی دی اور اس کا نام محمد رکھا اور ارشاد فرمایا: اس بچہ کے پاس آنا جانا رکھو۔ بلاشبہ اللہ عزوجل اس کو رزق عطا فرمانے والا ہے۔ پھر میں اس کے پاس پہلے دن، دوسرے دن اور تیسرے دن آیا، اسی دوران میں نے دیکھا کہ اہل عرب کی ایک خاتون ثابت بن قیس کے بارے میں پوچھ رہی تھی، میں نے اس خاتون سے کہا تم اس سے کیا ارادہ رکھتی ہو؟ میں ثابت ہوں۔

وہ خاتون کہنے لگی: میں نے گزشتہ رات خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں اس کے ایک بیٹے کو دودھ پلا رہی ہوں۔ جس کا نام محمد ہے، تو انہوں نے کہا میں ثابت ہوں اور یہ میرا بیٹا محمد ہے حضرت ثابت نے فرمایا: یہ سننے کے بعد میں نے دیکھا کہ اس خاتون کی قمیص سے ایک دم دودھ نچڑنے لگا۔)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۲۲۷۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لُعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے دودھ پیتے بچے بھی روزہ رکھتے تھے:۔

حضرت عُلَیَّہ بنت کمیت العتکیہ اپنی والدہ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے کہا میں نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ باندی سیدہ رُزینہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت امۃ اللہ سے کہا:

اے امۃ اللہ! کیا تم نے اپنی والدہ سیدہ رُزینہ رضی اللہ عنہا سے کچھ اس طرح کا سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں۔ حضور سرور عالم ﷺ عاشورہ کے دن کی بہت زیادہ تعظیم فرماتے تھے۔ اس دن میں دودھ پینے والے بچوں کی ماؤں کو اور دودھ پلانے والی خواتین کے بچوں کو، نیز سیدہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرء سلام اللہ علیہا کے دودھ پینے والے بچوں کو بلا کر ان کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈالتے اور بچوں کی ماؤں سے فرماتے:

لَا تُرْضِعْنَهُنَّ اِلَی اللَّیْلِ — تم رات تک ان کو دودھ نہ پلانا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۲۲۶۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے

حدیبیہ کا کنواں کناروں تک بھر گیا:۔

حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: تم فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو؟ بلاشبہ فتح مکہ بھی فتح تھی، لیکن ہم بیعۃ الرضوان یعنی یوم حدیبیہ کو فتح شمار کرتے ہیں۔ پھر فرمایا:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا فَتَرَكَهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَا

ہم چودہ سو افراد تھے حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ اور حدیبیہ ایک کنواں ہے، سو ہم نے اس کا پانی نکال نکال کر اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ سید عالم ﷺ کو جب اس کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ اس کنویں کے پاس تشریف لا کر اس کے کنارے پر تشریف فرما ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے اس کنویں کے پانی کا ایک برتن منگوایا، پھر وضو شریف فرمایا، پھر کلی فرما کر دعا فرمائی، پھر وہ کلی شریف والا پانی اس کنویں میں ڈال دیا، پھر تھوڑی سی دیر کے لئے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا، پھر اس کنویں سے اتنا پانی نکلا کہ اس نے ہمیں اور ہمارے سب قافلہ والوں کو سیراب کر دیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۱۱۰۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

شیخ ابن رجاء رحمہ اللہ کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

نَزَلْنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَهِيَ بِئْرٌ فَوَجَدْنَا النَّاسَ قَدْ نَزَحُوهَا فَلَمْ يَدَعُوْ فِيهَا قَطْرَةً فَذُكِرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَدَعَا بِدَلْوٍ فَنَزَعَ مِنْهَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْهُ بِفِيْهِ فَمَجَّهُ فِيهَا وَدَعَا اللّٰهَ فَكَثُرَ مَاؤُهَا حَتّٰى صَدَرْنَا وَرَكَائِبُنَا وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً

ہم لوگ حدیبیہ کے دن اُترے، اور یہ ایک کنواں ہے۔ سو ہم نے لوگوں کو پایا اس حال میں کہ وہ کنویں کا سارا پانی نکال چکے تھے اور اس میں انھوں نے ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا تھا۔ پھر اسی چیز کا حضور سید عالم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے ایک ڈول منگوایا پھر اس سے پانی کھینچا گیا، پھر اس ڈول سے آپ ﷺ نے اپنے دھن شریف میں پانی لے کر اس کنویں میں کلی شریف فرما دی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، سو اس کنویں کا پانی اس قدر زیادہ ہو گیا کہ ہم اور ہمارے سارے قافلہ والے خوب سیر ہو گئے اور ہم چودہ سو افراد تھے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۱۱۱ - طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

فائدہ:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے والد گرامی نے ہمیں خبر دی، انہوں نے فرمایا: حدیبیہ میں ہم سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اور ہم کل چودہ سو افراد تھے، نیز اس کنویں کے پاس پچاس بکریاں تھیں جو تا حال کنویں سے سیراب نہیں ہوئی تھیں (کہ کنویں کا پانی ختم ہو گیا)

فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی جُبَاهَا فَاِمَّا دَعَا وَاِمَّا بَزَقَ فِيْهَا فَجَاشَتْ فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا

پس سیدنا رسول اللہ ﷺ اس کنویں کے کنارہ پر تشریف فرما ہو گئے، پھر یا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا پھر اس میں لعاب دھن شریف ڈالا سو وہ کنواں جوش مارنے لگا، پھر ہم نے خود بھی پانی پیا اور مویشیوں کو بھی پلایا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ ص ۱۱۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

امام بیہقی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کے حدیبیہ کی طرف تشریف لے جانے کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

قریش مکہ سے نکل کر بلدح اور پانی کی طرف پہلے پہنچ گئے اور ادھر ہی

انہوں نے پڑاؤ ڈال دیا، پھر جب حضور سید عالم ﷺ نے دیکھا کہ قریش پہلے کنویں پر پہنچ چکے ہیں تو آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر تشریف فرما ہو گئے اور یہ سخت گرمی کا موسم تھا اور حدیبیہ میں صرف ایک ہی کنواں تھا، سو قوم کو پیاس کا شدید خطرہ محسوس ہوا ،اور لوگ بھی کافی ساری تعداد میں تھے، پھر اس میں کچھ مرد حضرات کنویں میں اتر کر پانی کی مقدار چیک کرنے لگے:

وَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِدَلْوٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ فِي الدَّلْوِ وَمَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ مَجَّ بِهٖ وَاَمَرَ اَنْ يُّصَبَّ فِي الْبِئْرِ وَنَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ فَاَلْقَاهُ فِي الْبِئْرِ وَدَعَا اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَفَارَتْ بِالْمَاءِ حَتّٰى جَعَلُوْا يَغْتَرِفُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ مِنْهَا وَهُمْ جُلُوْسٌ عَلٰى شَفَتِهَا

اور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر ڈول میں سے وضو فرمایا اور اپنے دہن شریف میں پانی لے کر اس ڈول میں کلی شریف فرما کر حکم ارشاد فرمایا کہ اس پانی کو کنویں میں ڈال دیا جائے۔ اور اپنی ترکش مبارک سے تیر نکال کر کنویں میں ڈال دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا فرمائی، سو پانی کے فوارے اٹھنے لگے (اور پانی اس قدر اُونچائی پر آ پہنچا) یہاں تک کہ لوگ کنویں کے کناروں پر بیٹھ کر اپنے ہاتھوں کے ساتھ کنویں سے پانی بھرنے لگ گئے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۴ص ۱۱۲۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

جانِ دو عالم ﷺ نے سخت ترین خندق کو لعاب مبارک ڈال کر پگھلا دیا

امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ، امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وَكَانَ مِمَّا بَلَغَنِي أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ اِشْتَدَّ عَلَيْهِمْ فِي بَعْضِ الْخَنْدَقِ كُدْيَةٌ فَشَكَوْهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَتَفَلَ فِيهِ ثُمَّ دَعَا بِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْعُوَ ثُمَّ نَضَحَ ذَالِكَ الْمَاءَ عَلَى تِلْكَ الْكُدْيَةِ وَقَالَ مَنْ حَضَرَ هَا فَوَالَّذِي بَعَثَهُ لَانْهَالَتْ حَتَّى عَادَتْ كَالْكُثُبِ مَا تَرُدُّ فَأْسًا وَلَا مِسْحَاةً"

(اس خندق کے حوالہ سے مجھے جو کچھ پہنچا ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ خندق کھودنے کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی اور اس کو توڑنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے بہت مشکل ہو گیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی، پس آپ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا پھر اس میں اپنا لعاب شریف ڈالا، پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا دعا فرمائی، پھر اس پانی مبارک کو اس سخت چٹان پر ڈال دیا، وہاں موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ چٹان سراب کی طرح ہو گئی اور ریت کے ٹیلے کی طرح بہہ گئی، نہ کلہاڑی چلانی پڑی اور نہ بیلچہ اور کدال مارنی پڑی۔)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۳ ص ۴۱۵۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

(سیرت ابن ہشام: ج ۳ ص ۱۷۱۔ طبع بیروت)

سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما پر لُعاب نبوی ﷺ کی حیرت انگیز تاثیر:۔

حضرت اسحاق بن ابو حبیبہ مولی رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مروان بن حکم، سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے مرض الوصال کے وقت حاضر ہوا، مروان نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: جب سے ہم ایک دوسرے کے ساتھی بنے ہیں میں نے کبھی کسی چیز کے حوالہ سے تم پر غصہ نہیں کیا مگر ایک چیز پر مجھے تم پر غصہ آیا ہے، وہ یہ کہ تم سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے ہو۔ راوی نے کہا یہ سن کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر زانوں ہو کر بیٹھ گئے۔

پھر فرمایا: میں شہادت دے کر کہتا ہوں: یقیناً (ایک مرتبہ) ہم سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ جب ہم راستہ پر تھے تو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آوز سنی اور دونوں شہزادے اپنی والدہ ماجدہ محترمہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ تھے۔ تو حضور ﷺ تیز تیز چلنے لگے یہاں تک کہ ان دونوں شہزادوں کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیھا سے فرما رہے تھے:

مَا شَانُ اِبۡنَیَّ — میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟

سیدہ کائنات سلام اللہ علیھا نے عرض کی ان کو پیاس لگی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ایک پُرانے مشکیزہ کی طرف پانی

کے حصول کے لئے قصد فرمایا اور ان دنوں لوگوں کے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا اور لوگ پانی کی تلاش اور جستجو کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی:

هَلْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مَعَهُ مَاءٌ؟ کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟

تو ہر ایک شخص نے کجاوہ کے کنارہ پر لٹکی ہوئی میخ (لوہے کا کنڈا) کی طرف اپنے ہاتھ کو مشکیزہ سے پانی کے حصول کے لئے بڑھایا، تو ان میں سے کسی نے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پایا۔ تو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَاوِلِيْنِيْ اَحَدَهُمَا فَنَاوَلَتْهُ اِيَّاهُ مِنْ تَحْتِ الْخِدْرِ ان میں سے ایک شہزادہ مجھے دے دو۔ سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیھا نے پردہ کے نیچے سے ایک شہزادہ آپ ﷺ کو دے دیا۔

سو آقا کریم ﷺ نے اس شہزادہ کو لے کر سینہ اقدس سے لگا لیا اور وہ بچہ مسلسل رو رہا تھا چپ بھی نہیں ہو رہا تھا، تو حضور ﷺ نے اس شہزادے کے لئے اپنی زبان مبارک کو تھوڑا سا باہر فرمایا۔ تو وہ بچہ اس کو چوسنے لگا، یہاں تک کہ اس کا رونا بند ہو گیا اور وہ سکون کر گیا۔ میں نے اس کے بعد اس کے رونے کی آواز نہیں سنی۔ اور دوسرا شہزادہ بھی پہلے شہزادے کی طرح رو رہا تھا اور چپ نہیں کر رہا تھا۔ آقا کریم ﷺ نے سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا سے فرمایا: دوسرا بچہ مجھے دے دو۔ سیدہ کائنات رضی اللہ عنھا نے دوسرا بچہ آپ ﷺ کو دے دیا، تو آپ ﷺ نے دوسرے بچے کے ساتھ بھی اسی طرح عمل شریف فرمایا جس طرح پہلے کے ساتھ فرمایا تھا۔ سو دونوں شہزادے چُپ ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے ان دونوں سے رونے کی آواز نہیں سنی۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے قافلہ والو) چلو۔ پھر ہم عورتوں کے ھودجوں سے ہٹ کر دائیں، بائیں متفرق طور پر چلنے لگے۔ یہاں تک کہ ہم مین کھلے راستہ پر آپ ﷺ سے جا ملے۔ (اے مروان) کان کھول کر سن! غور سے سن! میں ان دونوں شہزادوں سے محبت کیوں نہ کروں جبکہ میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کو ان کے ساتھ اس قدر شدید محبت کرتا ہوا دیکھ چکا ہوں۔؟

(المعجم الکبیر للامام الطبرانی: ج ص۵۰۔۵۱ رقم الحدیث ۲۶۵۶۔ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی: ج ۹ ص،۱۸۱۔ طبع دار الکتاب العربی بیروت)

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۴۲۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

فائدہ:۔

یاد رہے: اس حدیث کی سند صحیح ہے، کیونکہ اس کے تمام راوی ثقات اور قابل اعتماد ائمہ ہیں۔

علامہ نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ (ت: ۸۰۷ھ) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

رواہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الکَبِیرِ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ — اس حدیث کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے، المعجم الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے سارے راوی ثقات ہیں۔

(مجمع الزوائد للہیثمی: ج ۹ ص ۱۸۱۔ طبع دار الکتاب العربی بیروت، لبنان)

حضرت جُرھد الاسلمی رضی اللہ عنہ کا زخمی ہاتھ

لُعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صحیح ہو گیا:۔

حضرت جُرھد الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں میں حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا:

وَبَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ يَا جُرْهَدُ كُلْ فَمَدَّ يَدَهُ الشِّمَالَ لِيَأْكُلَ وَكَانَتِ الْيُمْنٰى مُصَابَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلْ بِالْيَدِ الْيُمْنٰى فَقَالَ إِنَّهَا مُصَابَةٌ فَنَفَثَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا بَعْدُ حَتّٰى مَاتَ

حضور سید عالم ﷺ کے سامنے کھانا رکھا تھا، آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے جُرھد کھانا کھاؤ۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا بایاں ہاتھ کھانے کے لئے بڑھایا کیونکہ دایاں ہاتھ زخمی تھا۔ تو حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی وہ زخمی ہے۔ تو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس پر لُعابِ اقدس لگایا اس کے بعد وصال تک مجھے تکلیف نہیں ہوئی۔

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال للمتقی الہندی: رقم ۳۵۲۷۳۔۳۵۳۸۱ ج ۱۲ ص ۳۶۸ طبع حلب)

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۳۰۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ایک غیر مسلم (مُلاعب الاسنہ) کے بیٹے کو

لُعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے شفامل گئی:۔

امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (ت:۹۴۲ھ) لکھتے ہیں:

رُوِیَ اَنَّ ابْنَ مُلَاعِبِ الْاَسِنَّۃِ اَصَابَہٗ اِسْتِسْقَاءٌ فَبَعَثَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخَذَ بِیَدِہٖ حَثْوَۃً مِّنَ الْاَرْضِ فتفل عَلَیْھَا ثُمَّ اَعْطَاھَا رَسُوْلَہٗ فَاَخَذَھَا مُتَعَجِّبًا یَرٰی اَنْ قَدْ ھُزِیَٔ فَاَتَاہُ بِھَا وَھُوَ عَلٰی شَفَا فَشَرِبَھَا فَشَفَاہُ اللّٰہُ

مروی ہے کہ ملاعب الاسنہ (یہ مسلمان نہیں تھا) کے بیٹے کو استسقاء (پیچش) کی بیماری لگ گئی، اس نے اپنا ایک قاصد حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا، آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے زمین سے مٹی کی ایک لپ (مٹھی) اُٹھائی پھر اس پر اپنا لعاب اقدس ڈالا اور اس کے قاصد کو وہ مٹی دیدی، سو اس نے حیران ہوتے اور یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے وہ مٹی لے لی۔ پھر وہ اس مریض کے پاس پہنچا اس حال میں کہ وہ موت کی کشمکش میں تھا، اس نے وہ مٹی پی لی سو اللہ رب العزت نے اسے شفا عطا فرمادی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد للصالحی: ج ۱۰ ص ۲۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(مصباح الظلام للمراکشی: ص ۱۵۷۔ طبع النوریہ الرضویہ لاہور)

رسول اللہ ﷺ کی کلی شریف کی برکت سے پانی کے چشمے پھوٹنے لگے:۔

حضرت ابوعمرہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہم ایک غزوہ میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، پس لوگوں کو شدید بھوک لگی تو انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی کچھ سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت چاہی، سیدنا رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمانے کا ارادہ فرمالیا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ آپ کا کیا خیال ہے اگر ہم سواریوں کو ذبح کر دیتے ہیں، پھر ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہو اس حال میں کہ ہم بھوکے اور پیادہ ہوں؟ یہ سن کر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر تمہاری رائے کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ لوگوں سے ان کے مشکیزوں اور برتنوں میں باقی ماندہ منگوا کر ان میں ہمارے لئے برکت کی دعا فرمائیں۔

ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کے صدقے ہمیں انشاء اللہ اپنے مقصد تک ضرور پہنچادے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے چادر بچھائی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے ان کا بقیہ زادِراہ منگوایا۔ سو لوگوں کے پاس جو کچھ تھا انہوں نے وہ حاضر کر دیا، کچھ مٹھی بھر گندم لے آئے اور کچھ ایک انڈے کے برابر کھانے کی چیز لے آئے۔ پھر آقائے رحمت ﷺ نے اس کپڑے پر اپنا دست اقدس رکھا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور جتنا چاہا اس میں کلام پڑھا۔ پھر پورے لشکر میں ندا فرمائی، چنانچہ سب لوگ حاضر خدمت ہو گئے، پھر آپ ﷺ کے حکم مبارک سے سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا، پیا اور اپنے برتن اور مشکیزے بھر لئے۔

پھر آپ ﷺ نے ایک تھال منگوایا، چنانچہ آپ ﷺ کے آگے تھال رکھا گیا۔

"ثم دعا بماء فصبه فيها ثم مج فيها وتكلم بما شاء الله ان يتكلم ثم ادخل خنصره فيها فاقسم بالله لقد رأيت اصابع رسول الله ﷺ تفجر ينابيع من الماء ثم امر الناس فشربوا وسقوا وملئوا قربهم واداويهم ثم ضحك رسول الله ﷺ حتى بدت نواجذه ثم قال اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له وان محمداً عبده ورسوله لا يلقاه بهما احد يوم القيامة الا دخل الجنة على ما كان"

(پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وہ پانی تھال میں ڈالا گیا، تو آپ ﷺ نے اس میں کلی شریف فرمائی اور جتنا اللہ نے چاہا اس میں کلام پڑھتے رہے، پھر اپنی خنصر (چھوٹی) انگلی مبارک کو اس میں داخل فرما دیا، اللہ کی قسم! میں نے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی انگشتہائے مبارک کو دیکھا ان سے پانی کے چشمے پھوٹ رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے حکم مبارک سے لوگوں نے پانی پیا اور پلایا اور مشکیزے اور برتنوں کو بھر لیا۔ بعد ازاں سیدنا رسول اللہ ﷺ اس قدر مسکرائے حتی کہ جناب اقدس کی داڑھیں مبارک ظاہر ہو گئیں، پھر ارشاد فرمایا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ وان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ" بروز قیامت ان دونوں شہادتوں کے ساتھ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ جس حال میں بھی ہو ضرور جنت میں داخل ہو گا۔)

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال للمتقی الهندی: (۳۵۴۸۲) ج ۱۲ ص ۴۲۵۔
طبع منشورات مکتبہ التراث الاسلامی حلب)

حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کا زخمی ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے لعاب اقدس کی برکت سے ٹھیک ہو کر اپنی جگہ فِٹ ہو گیا:۔

امام محمد بن یوسف صالحی دمشقی شامی رحمہ اللہ (ت:۹۴۲ھ) لکھتے ہیں:

وفی الشفاء وقطع ابو جهل یوم بدر ید معوذ بن عفراء فجاء یحمل یده فبصق علیها رسول الله ﷺ والصقها فلصقت

شفاء شریف میں ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر ابو جہل نے سیدنا معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کا ہاتھ (بازو) کاٹ دیا پھر وہ اپنا بازو اُٹھائے ہوئے حاضر خدمت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ ہوئے، تو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب اقدس لگایا اور اسے اپنی جگہ چمٹا دیا، سو وہ اپنی جگہ فٹ ہو گیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۴ ص ۵۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زخمی آنکھ

لعاب نبوی ﷺ کی برکت سے بہتر ہوگئی:۔

حضرت عبدالرحمان بن حارث بن عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا:

اصيبت عين ابی ذر يوم احد فبزق فيها رسول الله ﷺ فكانت اصح عينيه

غزوہ احد والے دن سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ زخمی ہوگئی تھی تو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس میں لعاب اقدس لگایا وہ دوسری آنکھ سے زیادہ صحیح ہوگئی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۱۸۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لعاب نبوی ﷺ کی برکت سے

حضرت کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ کا زخمی سینہ بالکل صحیح ہو گیا:۔

امام محمد بن یوسف صالحی دمشقی شامی رحمہ اللہ (ت:۹۴۲ھ) لکھتے ہیں:

وذکر القاضی ان کلثوم بن حصین رمی یوم احد فی نحرہ فبصق رسول اللہ ﷺ فیہ فبرأ

قاضی (عیاض رحمہ اللہ) نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ کے سینہ میں غزوہ اُحد والے دن تیر لگا تو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ لعاب اقدس لگایا وہ فی الفور ٹھیک ہو گئے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج۱۰ص۴۴۔طبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لعاب نبوی ﷺ کی برکت سے

حضرت بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ کی زبان کی لکنت ختم ہو گئی:۔

امام محمد بن یوسف صالحی دمشقی شامی رحمہ اللہ (ت:۹۴۲ھ) لکھتے ہیں:

امام اسحاق بن ابراہیم الرملی نے اپنے "فوائد" میں حضرت بشیر بن عقربہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ان کا بیان ہے کہ میرے والد حضرت عقربہ رضی اللہ عنہ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

من ھذا معك یا عقربة

اے عقربہ! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟

کہتے ہیں میں نے عرض کی یہ میرا بیٹا "بحیر" ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے قریب ہو جاؤ۔

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے قریب ہو کر آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا، اور ارشاد فرمایا:

ما اسمك ؟ — تمہارا نام کیا ہے؟

میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرا نام "بحیر" ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا ولكن اسمك بشير. — نہیں! بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فكانت في لسان عقدة فنفث النبي ﷺ في فيّ فانحلت من لساني — میری زبان میں لکنت تھی تو جناب اقدس ﷺ نے میرے منہ میں لعاب شریف ڈالا تو فوری طور پر میری زبان کی لکنت ختم ہو گئی۔

نیز حضرت بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وابيض كل شيء من رأسي ما خلا ما وضع يده عليه فكان اسود — میرا سارا سر سفید ہو گیا ماسوائے اس جگہ کے جہاں آقائے نامدار ﷺ نے اپنا دست اقدس رکھا تھا سو وہ کالا سیاہ رہا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۱۹۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ج ۸ ص ۵۴۔ طبع دار الکتاب العربی بیروت)

لعاب نبوی ﷺ کی برکت سے

طویل عرصہ سے بے ہوش بچہ ہوش میں آ گیا:۔

سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ فرماتے ہیں جس سال رسالت مآب ﷺ نے حج ادا فرمایا تھا ہم اس سال آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم وادی روحاء کی نچلی جانب پہنچے آپ ﷺ کو اپنی طرف ایک خاتون آتی دکھائی دی۔ تو آپ ﷺ نے اپنی سواری کو روک لیا۔ جب وہ قریب پہنچ گئی تو اس نے عرض کی:

یارسول الله ﷺ هذا ابنی والذی بعثك بالحق ماافاق من یوم ولدته الی یومه هذا

یارسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے جناب کو حق کے ساتھ بھیجا جب سے میں نے اس کو جنم دیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اس کو ہوش نہیں آئی۔

سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون سے بچہ لے کر اپنے سامنے کجاوے کے درمیان میں رکھ دیا۔

ثم تفل فی فیه وقال اخرج یا عدوالله فانی رسول الله (ﷺ)

پھر اس کے منہ میں لعاب اقدس ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ بلا شبہ میں اللہ کا سچا رسول (تجھے حکم دیتا) ہوں۔

بعدازاں وہ بچہ اس خاتون کے حوالے کردیا۔اور ارشاد فرمایا:

خذیه فلا بأس به — اس کو لے لو اب اس کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیدنا رسول اللہ ﷺ حج ادا فرما کر واپس اسی وادئ روحاء کی نچلی جانب تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے پاس وہی خاتون بکری کا بھنا ہوا گوشت لے کر حاضر خدمت ہوئی اور عرض کرنے لگی:

انا اُم الصبی الذی لقیتك به فی مبتدئك — میں اس بچے کی ماں ہوں جو آپ کو شروع میں ملی تھی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

و کیف هو؟ — وہ بچہ کیسا ہے؟

وہ خاتون کہنے لگیں:

والذی بعثك بالحق مارابنی منه شیء بعد — قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس کے بعد مجھے اس کی بیماری کا شک تک نہیں ہوا۔

پھر حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یا اُسیم خذ منها الشاة — اے اسیم (منادیٰ مرخم کے طور پر ندا فرمائی) اس خاتون سے بکری (کا گوشت) لے لو۔

پھر حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یا اسیم ناولنی ذراعها — اے اسیم اس کے بازو والا گوشت (دستی) مجھے دیدو۔

سیدنا رسول اللہ ﷺ کو دستی بہت اچھی لگتی تھی۔ پھر ارشاد فرمایا:

یااسیم ناولنی ذراعاً — اے اسیم دستی مجھے دے دو۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں نے دستی پیش کر دی۔ پھر ارشاد فرمایا:

یااسیم ناولنی ذراعاً — اے اسیم دستی مجھے دے دو۔

تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ دستیاں تو دو ہی ہوتی ہیں اور وہ میں نے دونوں جناب کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لو سکت لازلت تناولنی ذراعاً ما قلت لك ناولنی ذراعاً — قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں تمہیں کہتا مجھے دستی دے دو، تو تم مجھے دستی دیتے جاتے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج٦ ص ٢٥۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج١٠ ص ٢٩۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تنبیہ:۔

یہ حدیث طویل ہے، ہم نے تقریباً نصف حصہ ذکر کیا ہے۔ فلیتنبه

یہ شان ہے خدمت گاروں کی:۔

حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں لمبی عمر والا شخص ہوں۔ میرا یہ بیٹا حنظلہ ہے۔ اس کے لیے دعا فرمادیں۔ سید عالم ﷺ نے ان سے فرمایا:

یاغلام — اے لڑکے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی فرماتے ہیں:

فاخذ بیدہ فمسح رأسه وقال له بارك الله فيك — آپ ﷺ نے حضرت حنظلہ کا ہاتھ تھام کر ان کے سر پر پھیرا اور ان سے فرمایا کہ اللہ تمہارے اندر برکت رکھے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی حضرت ذیال کہتے ہیں:

"ورأيت حنظلة يؤتى بالشاة الوارم ضرعها والبعير والانسان به الورم فيتفل في يده ويمسح بصلعته ويقول بسم الله على اثر يد رسول الله ﷺ فيمسحه فيذهب عنه"

(میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس ایسی بکری لائی جاتی تھی جس کے تھنوں میں ورم ہوتا یا کوئی اُونٹ یا کوئی ایسا انسان جسے ورم ہوتا تھا آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں لعاب دہن لگا کر اپنے سر کے اس حصے پر جہاں بال نہ

تھے پھیر کر "بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ ﷺ" پڑھتے اور اس متورم چیز پر پھیرتے تو اس کا ورم فوری طور پر ختم ہو جاتا تھا)

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج ۶ ص ۲۱۴۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۳۴۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج ۱ ص ۴۰۷۔ طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ)

تنبیہ:۔

یہ حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ وہ نہیں ہیں جنہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا جنہیں "غسیل الملائکہ" کہا جاتا ہے۔ بلکہ غسیل الملائکہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر بن صیفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ فلیتنبہ

فائدہ:۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے لعاب دہن میں اس قدر برکت کا حال ہے اور یہ غلام ہیں، تو سردار و آقا ﷺ کے لعاب اقدس کی خیر کثیر اور برکت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

سچ کہا گیا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی

سردار کا عالم کیا ہو گا

رسالت مآب ﷺ کی کلی شریف

کی برکت سے جنون میں مبتلا بچہ فی الفور ٹھیک ہو گیا:۔

حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ اپنی والدہ (حضرت اُم جندب الازدیہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ جمرۂ عقبہ کے پاس میں نے رسالت مآب ﷺ کی زیارت کی اس حال میں کہ آپ ﷺ سواری پر سوار تھے اور لوگوں کی رمی کی وجہ سے ایک شخص پشت مبارک کی جانب سے آڑ کیے ہوئے تھا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یاایھا الناس لا یقتل بعضکم بعضاً ومن رمی جمرۃ العقبۃ فلیرمھا بمثل حصی الخذف	اے لوگو! تم میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے اور جس نے جمرۂ عقبہ کو رمی کرنی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ چھوٹی سی ٹھیکری کی مانند رمی کرے۔

کہتی ہیں: میں نے سید عالم ﷺ کے دست مبارک میں ایک (چھوٹا سا) پتھر دیکھا، تو آپ ﷺ نے رمی فرمائی پھر لوگوں نے رمی شروع کی۔

بعد ازاں سید عالم ﷺ واپس تشریف لانے لگے تو ایک خاتون اپنا بچہ ساتھ لئے ہوئے حاضر خدمت ہوئی، اس کے بچے کو جنون کی بیماری تھی۔ اور وہ خاتون کہنے لگی: اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! یہ میرا بیٹا (بیمار) ہے۔ تو رسالت مآب ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ کسی خیمہ میں جا کر پتھر کا ایک پیالہ لے کر آئے جس میں پانی ہو۔

فاخذه بيده فمج فيه ودعا فيه واعاده فيه — پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس میں پانی لے کر اس میں کلی شریف کی اور دعائے خیر فرمائی پھر کلی شریف اس برتن میں واپس ڈال دی۔

پھر اس خاتون کو حکم فرمایا:

اسقيه واغسليه فيه — اس کو یہ پانی پلا دو اور اس سے اس کو غسل بھی دو۔

حضرت اُم جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اس خاتون کے پیچھے چل پڑی اور میں نے اسے کہا: کچھ پانی مجھے بھی دو۔ اس نے کہا، تم بھی لے لو۔ میں نے اس میں سے ایک پیالہ بھر کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا اور میرا بیٹا عبداللہ جس مقام پر فائز ہوا وہ تو تمہیں معلوم ہے۔

لیکن بعد ازاں اس خاتون سے میری ملاقات ہوئی، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا بیٹا کیسا ہے؟ اس نے کہا:

هو برئ وانه غلام لا غلام خير منه — وہ بالکل ٹھیک ہو چکا ہے اور اس سے بہتر کوئی لڑکا نہیں ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی: ج۵ ص۴۴۴۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج۱۰ ص۲۸۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

تنبیہ:۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی (ت:۹۴۲ھ) نے اس حدیث کے آخر میں درج ذیل الفاظ نقل کیے ہیں:

وعقل عقلاً لیس کعقول الناس

اور وہ ایسا عقل مند اور دانا ہے کہ اس کی عقل عام لوگوں کی عقلوں کی طرح نہیں ہے۔

(سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۴۴۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت ابو عقیل دیلی رضی اللہ عنہ کا دلکش بیان:۔

امام طبرانی رحمہ اللہ (ت:۳۶۰ھ) حضرت ابو عقیل دیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ مجھے سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا میں نے اسلام قبول کیا، اور مجھے سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ستوں کا شربت پلایا، پہلے آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور بعد میں، میں نے پیا۔

پھر فرماتے ہیں:

فما زلت اجد ریها اذا عطشت وشبعتها اذا جعت

میں مسلسل ہمیشہ اس کی سیرابی محسوس کرتا ہوں، جب پیاسا ہوتا ہوں اور شکم سیری محسوس کرتا ہوں جب بھوکا ہوتا ہوں۔

(سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۴۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لعابِ نبوی ﷺ کی برکت سے مریضوں کو شفا:۔

حضرت ابو اُسید، حضرت ابو حمید اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کا بیان ہے

کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ "بئر بضاعہ" کے پاس تشریف لائے اور ڈول میں سے وضو

فرما کر واپس پانی کنویں میں ڈال دیا۔

ومج مرة أخرىٰ فی الدلو وبصق فیها — اور دوسری مرتبہ ڈول میں کلی شریف

وشرب من مائها — فرما کر اس میں لعاب اقدس ڈالا اور

اس کنویں کا پانی نوش بھی فرمایا۔

یہ سب اصحاب علیہم الرضوان فرماتے ہیں: جب آپ ﷺ کے عہد شریف

میں کوئی مریض لایا جاتا تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے:

اغسلوه من ماء بضاعة — اس کو بئر بضاعہ کے پانی سے غسل دو۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں: پھر اس مریض کو جب اس کنویں سے

غسل دیا جاتا تو وہ مریض ایسے لگتا جیسے کسی بندھن سے اس کی گرہ کھول دی گئی ہو

(یعنی وہ فی الفور ٹھیک ہو جاتا)۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد)

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۱۴۱۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضرت بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ سے روایت:۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ (ت:۵۷۱) حضرت بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ جب جنگ اُحد کے موقع پر میرے والد گرامی شہید ہو گئے تو میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں روتا ہوا حاضر خدمت ہوا، تو سیدنا رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت دیکھ کر فرمایا:

اما ترضیٰ ان اکون ابوك وعائشة اُمك

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہارے باپ کی مانند ہوں اور (سیدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) تمہاری ماں کی مانند ہوں؟

اس کے بعد آپ ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا۔ تو آپ ﷺ کے دست مبارک کی برکت سے میرے سر کی وہ جگہ جہاں دست مبارک لگا تھا سیاہ رہی اور باقی سارے بال سفید ہو گئے۔

''اور میرے جسم پر زخم کے نشان تھے تو آپ ﷺ نے ان پر لعاب اقدس لگایا تو وہ فوری طور پر ٹھیک ہو گئے۔''

(سبل الهدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۴۲۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: رقم (۳۶۸۶۲) مطبوعہ حلب)

رسالتمآب ﷺ کے ناک مبارک کی نخامہ شریف سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا برکت حاصل کرنا:۔

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے انصار کے ایک ثقہ صحابی نے بیان کیا ہے کہ رسالت مآب ﷺ جب وضوفرماتے یا ناک مبارک سے رینٹھ مبارک صاف فرماتے، تو صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ ﷺ کے وضو کا غسالہ شریف اور نخامہ شریف حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کرتے۔ پھر وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر ملتے۔ یہ دیکھ کر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے انہیں مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

لم تفعلون هذا ؟ — تم ایسا کیوں کرتے ہو؟

تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جواباً عرض کیا:

نلتمس البركة — ہم برکت کے حصول کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۱۰ ص ۳۸ ۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

سب سے بڑی باحیاء خاتون:۔

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ ایک خاتون (جو کہ قلیل الحیاء تھی) نے آپ ﷺ سے کھانے کا سوال کیا۔آپ ﷺ نے اپنے آگے سے اسے کھانا دے دیا۔اس خاتون نے کہا: وہ کھانا مجھے دیں جو آپ کے دہن اقدس میں موجود ہے۔حضور سید عالم ﷺ نے اسے اپنے دہن اقدس والا لقمہ عطا فرما دیا۔

سو جب وہ لقمہ اس خاتون کے پیٹ میں جا ٹھہرا اس کی برکت سے وہ ایسی باحیاء ہو گئی کہ مدینہ طیبہ میں اس سے بڑھ کر اس قدر کوئی خاتون باحیاء نہیں تھی (الا ماشاء اللہ)۔

(تحفۃ الزوار الی قبر النبی المختار لابن حجر مکی: ص ۵۳۔طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

رسالت مآب ﷺ کا

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ پر لعاب شریف لگانا:۔

امام طبرانی رحمہ اللہ (ت:۳۶۰) روایت کرتے ہیں: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

عوذنی رسول اللہ ﷺ بفاتحة الکتاب تفلاً

سیدنا رسول اللہ ﷺ نے سورۃ فاتحہ شریف پڑھ کر، لعاب دہن لگا کر مجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج۵ ص۱۱۵ (رقم: ۶۷۶۱) طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حضور سیدنا غوث اعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گفتگو اور وعظ میں لُعاب نبوی ﷺ کی برکت سے حیرت انگیز تاثیر:۔

امام ابن الملقن رحمہ اللہ "طبقات الاولیاء" میں تحریر فرماتے ہیں:

"إِنَّ الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِيلِيَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ أَنَا رَجُلٌ أَعْجَمِيٌّ كَيْفَ أَتَكَلَّمُ عَلَى فُصَحَاءِ بَغْدَادَ فَقَالَ لِي اِفْتَحْ فَاكَ فَفَتَحْتُهُ فَتَفَلَ فِيهِ سَبْعًا وَقَالَ تَكَلَّمْ عَلَى النَّاسِ وَادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ فَصَلَّيْتُ الظُّهْرَ وَجَلَسْتُ وَحَضَرَنِي خَلْقٌ كَثِيرٌ فَأُرْتِجَ عَلَيَّ فَرَأَيْتُ عَلِيًّا قَائِمًا بِإِزَائِي فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ فَقُلْتُ يَا أَبَتَاهُ قَدْ أُرْتِجَ عَلَيَّ فَقَالَ اِفْتَحْ فَاكَ فَفَتَحْتُهُ فَتَفَلَ فِيهِ سِتًّا قُلْتُ لِمَ لَا تُكَمِّلُهَا سَبْعًا قَالَ أَدَبًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تَوَارَى عَنِّي فَتَكَلَّمْتُ"

(سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ ظہر کی نماز سے پہلے حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت کی (بیداری میں) تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے تم گفتگو اور وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی: ابو جان میں ایک عجمی شخص ہوں: بغداد کے فصحاء کے سامنے کیسے گفتگو کر سکتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اپنا منہ کھولو۔ سو میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ ﷺ نے میرے دھن میں سات مرتبہ لعاب اقدس ڈالا اور ارشاد فرمایا: اب تم لوگوں کے سامنے گفتگو (وعظ و نصیحت) کرو اور حکمت اور خوبصورت وعظ

ونصیحت کے ساتھ اپنے رب کی طرف بلاؤ چنانچہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھ گیا اور مخلوق کا ایک جمّ غفیر میرے پاس وعظ سننے کے لئے حاضر ہوا تو میری طبیعت بوجھل سی ہونے لگی اور مجھے گھٹن سی محسوس ہونے لگی۔ سو اسی دوران میں نے اسی مجلس میں اپنے مقابل سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا آپ حالت قیام میں موجود تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے وعظ کیوں نہیں کرتے؟ تو میں نے عرض کی: ابو جان مجھ پر گھٹن سی چھا گئی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اپنا منہ کھولو۔ سو میں نے منہ کھولا، تو آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے چھ مرتبہ میرے منہ (اقدس) میں لعاب اقدس ڈالا۔ پھر میں نے (سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم سے عرض کی: آپ مکمل سات بار اپنا لعابِ اقدس میرے منہ میں کیوں نہیں ڈال رہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: بیٹا تا کہ کہیں آقائے نعمت ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ برابری نہ ہو جائے۔ بعد ازاں سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم میرے سامنے سے روپوش ہو گئے اور میں خوب وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ والحمد للہ رب العلمین)

(طبقات الاولیا لابن الملقن)

الحاوی للفتاوی للسیوطی)

(سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین للنبھانی: ص ۳۸۸۔ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ محقق شیخ الاسلام سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ کی

ذہانت وفطانت اور قابلیتِ علوم میں

سیدنا رسول اللہ ﷺ کے لعابِ اقدس کی حیرت انگیز تاثیر:۔

امام شہاب الدین ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (ت:۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں:

''وَحَكَى بَعْضُ الْافَاضِلِ اَنَّ الشَّيْخَ سَعْدَ الدِّيْنِ كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ طَلَبِهٖ بَعِيْدَ الْفَهْمِ جِدًّا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ جَمَاعَةِ الْعَضُدِ اَبْلَدَ مِنْهُ وَمَعَ ذَالِكَ فَكَانَ كَثِيْرَ الْاِجْتِهَادِ وَلَمْ يُؤَيِّسْهُ جُمُوْدُ فَهْمِهٖ مِنَ الطَّلَبِ وَكَانَ الْعَضُدُ يَضْرِبُ بِهِ الْمَثَلَ بَيْنَ جَمَاعَتِهٖ فِي الْبَلَادِ فَاتَّفَقَ اَنْ اَتَاهُ اِلٰى خَلْوَتِهٖ رَجُلٌ لَا يَعْرِفُهٗ فَقَالَ لَهٗ قُمْ يَا سَعْدَ الدِّيْنِ لِنَذْهَبَ اِلَى السَّيْرِ فَقَالَ مَا لِلسَّيْرِ خُلِقْتُ اَنَا لَا اَفْهَمُ شَيْئًا مَعَ الْمُطَالَعَةِ فَكَيْفَ اِذَا ذَهَبْتُ اِلَى السَّيْرِ وَلَمْ اُطَالِعْ فَذَهَبَ وَعَادَ وَقَالَ لَهٗ قُمْ بِنَا اِلَى السَّيْرِ فَاَجَابَهٗ بِالْجَوَابِ الْاَوَّلِ وَلَمْ يَذْهَبْ مَعَهٗ فَذَهَبَ الرَّجُلُ وَعَادَ وَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ اَوَّلًا فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَبْلَدَ مِنْكَ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ مَا لِلسَّيْرِ خُلِقْتُ فَقَالَ لَهٗ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْكَ فَقَامَ مُنْزَعِجًا وَلَمْ يَنْتَعِلْ بَلْ خَرَجَ حَافِيًا حَتّٰى وَصَلَ بِهٖ اِلٰى مَكَانٍ خَارِجِ الْبَلَدِ بِهٖ فَعَادَ وَقَدْ تَضَلَّعَ عِلْمًا وَنُوْرًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتٰى اِلٰى مَجْلِسِ الْعَضُدِ وَجَلَسَ مَكَانَهٗ فَاَوْرَدَ فِيْ اَثْنَاءِ جُلُوْسِهٖ اَشْيَاءَ ظَنَّ رُفْقَتُهٗ مِنَ الطَّلَبَةِ اَنَّهَا لَا مَعْنٰى لَهَا لِمَا يَعْهَدُوْنَ مِنْهُ فَلَمَّا سَمِعَهَا الْعَضُدُ بَكٰى وَقَالَ اَمْرُكَ يَا سَعْدَ الدِّيْنِ اِلَيَّ فَاِنَّكَ الْيَوْمَ غَيْرُكَ فِيْ مَا مَضٰى ثُمَّ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ فِيْهِ وَفَخَّمَ اَمْرَهٗ مِنْ يَوْمَئِذٍ''

(بعض افاضل نے یہ حکایت بیان کی ہے کہ شیخ سعد الدین رحمہ اللہ شروع زمانہ طالب علمی میں انتہائی کند ذہن تھے اور علامہ عضد الدین رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ان سے زیادہ کند ذہن کوئی نہ تھا۔ اسکے باوجود وہ طلب علم میں کوشاں رہتے تھے اور آپ کو طلب علم سے آپ کے فہم کا جمود مایوس نہ کرتا تھا۔ اور علامہ عضد الدین رحمہ اللہ اپنے تلامذہ کے درمیان آپ ہی کی کند ذہنی کی مثال دیتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن تنہائی میں آپ کے پاس ایک ایسا شخص آیا جسے آپ پہچانتے نہ تھے، اس نے آپ سے کہا اے سعد الدین! اٹھو ہم سیر کے لئے چلتے ہیں۔ حضرت سعد الدین نے عرض کی مجھے سیر کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ باوجود مطالعہ کرنے کے مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا تو اس وقت میرا کیا حال ہوگا جب میں مطالعہ کئے بغیر آپ کے ساتھ سیر کو چل پڑوں گا؟ وہ شخص چلا گیا اور پھر واپس لوٹ آیا، اور حضرت سعد الدین سے اس نے کہا: اُٹھو ہمارے ساتھ سیر کرنے کے لیے چلو۔ آپ نے انہیں پہلا جواب دیا اور ان کے ساتھ نہ گئے۔ وہ شخص چلا گیا اور واپس لوٹ آیا اور اس نے علامہ سعد الدین سے پہلے کی طرح کہا۔ تو علامہ سعد الدین نے فرمایا: تم سے بڑا کند ذہن میں نے نہیں دیکھا، کیا میں نے تمہیں نہیں کہا کہ مجھے سیر کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ تو اس شخص نے علامہ سے فرمایا: تمہیں سیدنا رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت سعد الدین بے قراری کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور جوتا بھی نہ پہنا بلکہ ننگے پاؤں چل پڑے۔ یہاں تک کہ شہر کے باہر ایسی جگہ جا پہنچے جہاں درختوں کا جھنڈ تھا۔ تو ان چند درختوں کے جھنڈ کے نیچے انہوں نے حضور سرور عالم ﷺ کو صحابہ کرام کی ایک جماعت میں

دیکھا۔ حضرت سعد الدین کو دیکھ کر حضور سرور عالم ﷺ مسکرا پڑے۔ اور ارشاد فرمایا:
ہم بار بار تمہیں بلا رہے ہیں اور تم آتے ہی نہیں۔
حضرت سعد الدین نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ مجھے بلا رہے ہیں اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے اپنے کم حافظہ اور بد حافظہ ہونے کی وجہ سے معذرت کی ہے اور میں اس چیز کی جناب کے سامنے شکایت بھی کرتا ہوں۔ یہ سن کر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: اپنا منہ کھولو۔ پھر سیدنا رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں لعاب اقدس ڈالا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔
پھر ان کو اپنے گھر کی طرف جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی ان کو کامیابی کی نوید بھی سنادی۔ چنانچہ علامہ سعد الدین جب واپس لوٹے آپ علم ونور میں کامل واکمل ہو چکے تھے۔ اگلے دن جب آپ رحمہ اللہ علامہ عضد الدین کی مجلس میں آئے اور اپنی نشست پر بیٹھے اور ادھر ہی بیٹھے بیٹھے چند اعتراضات دقیقہ وارد کئے۔ آپ کے ساتھی طلبہ یہ سمجھنے لگے کہ یہ بے تکے اعتراضات ہیں کیونکہ وہ پہلے سے جانتے تھے کہ یہ کند ذہن ہیں، لیکن جب شیخ عضد الدین نے ان اعتراضات کو سنا تو رو پڑے اور فرمایا: اے سعد الدین! تمہارے اعتراضات کا حل میرے ذمہ ہے، بلاشبہ جو تم کل تھے اس طرح آج نہیں ہو۔ پھر علامہ عضد الدین اپنی مسند تدریس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس جگہ علامہ سعد الدین کو بٹھا دیا اور اس دن سے علامہ سعد الدین کی علامہ عضد الدین ایجی رحمہ اللہ خوب تعظیم وتکریم کرنے لگے۔)

(شذرات الذھب فی اخبار من ذھب لابن العماد: ج ۸ ص ۵۴۸۔ طبع دار ابن کثیر دمشق)

ذرا ایک نظر ادھر بھی:۔

سیدی احمد انصاری المالکی رحمہ اللہ نے "شرح علی صلوات القطب الدردیر" میں لکھا ہے کہ "دلائل الخیرات شریف" کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ اس کے مؤلف شیخ سیدی محمد بن سلیمان الجزولی" رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا۔ وضو کرنے کے لیے اُٹھے مگر کنویں سے پانی نہ پایا، اسی دوران وہ ادھر ہی کھڑے تھے کہ ایک چھوٹی سی بچی نے ان کو اُونچے مکان سے دیکھ لیا۔ بچی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ رحمہ اللہ نے اپنے بارے میں جب اسے بتایا تو بچی کہنے لگی: آپ کے تو ہر طرف خیر کے چرچے ہیں، مگر آپ کنویں سے پانی نکالنے میں حیران و پریشان کھڑے ہیں:

وبصقت فی البئر ففاض ماؤ ها علی وجه الارض — اس بچی نے کنویں میں تھوک ڈال دی سو اس کا پانی سطح زمین پر کثرت کے ساتھ بہنے لگا۔

سیدی شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمہ اللہ نے وضو فرما کر اس بچی سے دریافت فرمایا:

اقسمت علیك بم نلت هذه المرتبة — میں تمہیں قسم دیتا ہوں! بتاؤ یہ مرتبہ تمہیں کس وجہ سے ملا ہے؟

وہ بچی کہنے لگی:

بکثرة الصلاة علی من کان اذا مشی فی البئر الاقفر تعلقت الوحوش باذیاله ﷺ — اس ذات اقدس پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے سے مجھے یہ مرتبہ ملا ہے جو بے آب و گیاہ میدان میں جب چلتے ہیں تو وحشی جانور بھی ان کے دامن رحمت کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔

اس کے بعد سیدی شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمہ اللہ نے حلف اُٹھالیا کہ میں ضرور سید عالم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے کی فضیلت پر ایک عمدہ کتاب تحریر کروں گا۔

پھر انہوں نے "دلائل الخیرات شریف" تالیف فرمائی۔

(سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین: ۱۵۹ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

مؤلف ''الابریز'' امام فقیہ احمد بن مبارک اللمطی الفاسی کا ارشاد:۔

شیخ سید محمد عبد الحی الکتانی الحسنی رضی اللہ عنہ (ت:۱۳۸۲ھ) لکھتے ہیں:

سیدی فقیہ امام ابو العباس احمد بن مبارک اللمطی الفاسی رحمہ اللہ ایک مرتبہ کسی مجلس میں ''صحیح البخاری'' پڑھا رہے تھے، جب اس حدیث مبارک تک پہنچے جس میں رائیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کا ذکر تھا کہ اس کو بعد از دفن رسول اللہ ﷺ نے قبر سے نکال کر اپنی قمیص مبارک پہنائی اور اس پر آپ ﷺ نے اپنی لعاب مبارک لگائی ۔۔۔۔الحدیث (صحیح البخاری: رقم: ۱۳۵۰) جب آپ ﷺ اس حدیث مبارک تک پہنچے تو اہل مجلس کا عبد اللہ بن ابی بن سلول کے کفر میں اختلاف ہو گیا۔

آپ رحمہ اللہ نے ان کو فرمایا:

اصمتوا — سب خاموش ہو جاؤ۔

یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے۔

پھر آپ رحمہ اللہ فرمانے لگے:

واللہ لو بصق رسول اللہ ﷺ فی جھنم ما عذب بھا کافر — خدا کی قسم! اگر جہنم میں رسول اللہ ﷺ اپنا لعاب اقدس ڈال دیں تو جہنم کے ساتھ کسی کافر کو عذاب نہ ہو۔

آپ رحمہ اللہ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ولو اصاب شيء من ريقه جهنم كلها   اگر آپ ﷺ کی تھوک مبارک کا تھوڑا

لعادت بردا وسلاماً   سا حصہ ساری جہنم میں پہنچ جائے تو وہ

ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے۔

(الافادات والانشادات وبعض ماتحملتہ من لطائف المحاضرات: ص، ۱۹۸، ۱۹۹۔

طبع دار الحدیث الکنانیہ، المملکۃ المغربیہ۔ طنجہ)

اختتامی کلمات

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے کتاب ہذا پایہ تکمیل کو پہنچی۔اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ سی خدمت کے طفیل میرے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو معاف فرمائے اور میرا خاتمہ بالخیر فرمائے اور مجھے قبر وحشر کی مشکلات سے محفوظ وماموں فرمائے اور میرے والدین اور جمیع اساتذہ کرام کی بخشش ومغفرت فرمائے۔اور آقا کریم ﷺ کی جمیع اُمت مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔اور اس کتاب کو اُمت مسلمہ کے لیے نفع بخش بنائے اور اس کتاب کے تمام قارئین اور اس کتاب کی اشاعت کے تمام معاونین کے لیے باعث نجات بنائے۔

آمین۔بجاہ سید المرسلین ﷺ

سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك

العبد الضعیف:

ابواحمد محمد اللہ بخش قادری تونسوی

03334504953

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ لاہور

امام وخطیب جامع مسجد سید الکونین۔K۔بلاک جوہر ٹاؤن لاہور

(یکم ذیقعد ۱۴۳۸ھ۔25 جولائی 2017ء بروز منگل)